Spot CMYK#Waheed

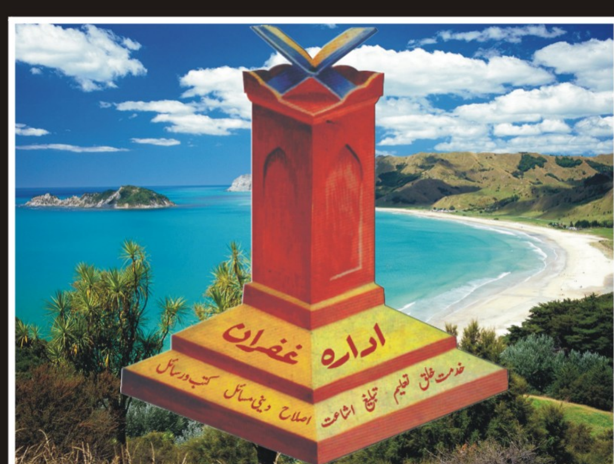

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ .... رمضان کی آمد کے بعد کیا کریں؟...................مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن........ سورہ بقرہ (قسط۳).............................مفتی محمد رضوان ۷

درسِ حدیث .... ''تراویح'' رمضان کا خصوصی تحفہ.....................مفتی محمد رضوان ۹

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

ماہِ رمضان: پہلی صدی ہجری کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں.......مولوی سعید افضل رمولوی طارق محمود ۱۲

سفرِ معراج کے عجائب وامثال (قسط۳)..................................مفتی منظور احمد ۱۵

ماہِ رمضان مختصر فضائل ومسائل کی روشنی میں.............................مفتی محمد رضوان ۱۹

زکوٰۃ کے اہم مسائل (دوسری وآخری قسط).....................................// // ۳۲

حضرت نوح علیہ السلام (دوسری وآخری قسط)...............................مولانا محمد امجد ۳۶

صحابیٔ رسول حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ (قسط۱)......................انیس احمد حنیف ۴۱

معاملات کا تعلّق حقوقُ العباد..ابوعفان ۴۳

خُوش خلقی کی اہمیت اور فضیلت...حافظ محمد ناصر ۴۴

معانقہ کے آداب (دوسری وآخری قسط)......................................مفتی محمد رضوان ۴۵

پریشان کُن خیالات ووساوِس اور اُن کا علاج (قسط۴).................................// // ۴۷

مکتوباتِ مسیح الامت (بنام حضرت نواب قیصر صاحب) (قسط۷)........ترتیب: مفتی محمد رضوان ۵۰

عام مدارس کے مروّجہ جلسوں کے مفاسد (قسط۲) (تعلیماتِ حکیم الامت کی روشنی میں)........// // ۵۴

علم کے مینار........''الجبرا'' (Algorithm) کا بانی الخوارزمی.................مولانا محمد امجد ۵۶

تذکرۂ اولیاء:....... ''امامُ الحدیث'' حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ...........مولوی طارق محمود ۵۸

پیارے بچو! .... پڑھائی سے جان چرانے کے بہانے...........................ابوریحان ۶۲

بزمِ خواتین .... اربابِ فضل وکمال کے کمالات میں ماؤں کا حصہ.....مولانا محمد امجد ۶۵

آپ کے دینی مسائل کا حل.. کیا بیس رکعت سے کم تراویح پڑھنا جائز ہیں؟.......دارالافتاء ۶۸

کیا آپ جانتے ہیں؟ .... مفید معلومات، احکامات وتجزیات ....م۔ر۔ن ۷۴

حیرت کدہ .... ذوالقرنین کے دور کی ایک حق پرست قوم کا حیران کُن معاشرہ......مولانا عبدالسلام ۷۵

طب وصحت .... موٹاپا...حکیم محمد فیضان ۷۸

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز.............................مولانا محمد امجد ۸۰

اخبارِ عالم .... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں..........................ابوجویریہ ۸۲

Some Conditions of offering Salah of janazah.........انتخاب: ازاحکامِ میت، انگریزی ۸۴

Idara Ghufran

اداریہ

مفتی محمد رضوان

رمضان کی آمد کے بعد کیا کریں؟

رمضان المبارک کی قیمتی گھڑیاں اور بابرکت ساعتیں شروع ہوچکی ہیں، اورشروع ہوکر تیزی سے گزرنا شروع ہوگئی ہیں۔ جومہینہ گیارہ مہینوں کے طویل اور لمبے عرصہ کے بعد نصیب ہوا تھا اب وہ شروع ہوکر اختتامی سفر کی طرف رواں دواں ہے، خوش نصیب، نیک بخت اور سعادت مند خواتین وحضرات تو اس مہینے کی قدروقیمت کو جانتے پہچانتے ہیں، مگر بدنصیب، بدبخت اور غافل لوگوں کو یہ مہینہ کھانے پینے کے معمولات آگے پیچھے ہوجانے سے زیادہ اور کچھ محسوس نہیں ہوتا۔

صرف تین عشروں پر مشتمل یہ مہینہ کتنی تیزی اور برق رفتاری کے ساتھ گزر جاتا ہے۔

رمضان المبارک کا مقدس مہینہ اس لئے آتا ہے، کہ سال کے گیارہ مہینے انسان اپنی مادی مصروفیات میں اتنا منہمک رہتا ہے کہ وہی مصروفیات اس کی توجہ کا مرکز بن جاتی ہیں اور اس کے دل پر روحانی اعمال سے غفلت کے پردے پڑنے لگتے ہیں۔ عام دنوں کا حال یہ ہے کہ چوبیس گھنٹے کی مصروفیات میں خالص عبادتوں کا حصہ عموماً بہت کم ہوتا ہے اور اس طرح انسان اپنے روحانی سفر میں جسمانی سفر کی بنسبت بہت پیچھے رہ جاتا ہے، رمضان کے مہینہ میں رات اور دن کا ایک جامع پروگرام روزے اور تراویح وغیرہ کی شکل میں تشکیل دے کر مادّی مصروفیات کی جگہ روحانی مصروفیات کو مقرر کر دیا گیا اس طرح رمضان کا مہینہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس مبارک مہینے میں وہ جسمانی غذا کی مقدار کم کرکے روحانی غذا میں اضافہ کرے اور اپنے جسمانی سفر کی رفتار ذرا دھیمی کرکے روحانی سفر کی رفتار بڑھا دے۔ رمضان صرف سحری اور افطاری کا نام نہیں بلکہ یہ ایک تربیتی کورس ہے جس سے ہر سال مسلمانوں کو گزارا جاتا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان کا تعلق اپنے خالق ومالک کے ساتھ مضبوط ہو، اسے ہر معاملے میں اللہ سے رجوع کرنے کی عادت پڑے، وہ ریاضت اور مجاہدہ کے ذریعے اپنے بُرے اخلاق کو کچلے اور اعلیٰ اوصاف واخلاق اپنے اندر پیدا کرے اس کے اندر نیکیوں کا شوق اور گناہوں سے پرہیز کا جذبہ بیدار ہو، اس کے دل میں اللہ کا خوف اور آخرت کی فکر کی شمع روشن ہو جو اسے رات کی تاریکی اور جنگل کے ویرانے میں بھی غلط کاریوں سے محفوظ رکھے، اسی کا نام ''تقویٰ'' ہے اور قرآنِ کریم نے اسی کو روزوں کا اصل مقصد قرار دیا ہے۔ رمضان

المبارک کا مہینہ نفس کی ریاضت اور باطن کے تزکیہ وصفائی کا مہینہ ہے، یہ طاعت وعبادت کا خوگر بنانے اور دل ونفس کو چمکا دینے کا تربیتی نظام ہے، اس مبارک مہینے میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی گھٹائیں برستی ہیں، ہدایت ومغفرت کے فیصلے ہوتے ہیں، اور جسم وجان سے گناہوں کا میل چھٹتا ہے، اس مبارک مہینے کی خصوصیت یہ ہے کہ عبادت وبندگی کا راستہ آسان ہوجاتا ہے اور گناہوں ونافرمانیوں سے قدم رُکنے لگتے ہیں، اجروثواب کے اس قدر خزانے لُٹتے ہیں کہ فرض کا ثواب (نہ کہ فرض کا درجہ) ستّر گنا اور نفل کا ثواب فرض کے برابر کردیا جاتا ہے، اور روزے کے ثواب کو تو ہر طرح کے پیمانے سے بالاتر قرار دیا گیا ہے کہ ''ابن آدم کے ہر نیک عمل کا اجر دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک کردیا جاتا ہے سوائے، روزے کے (اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) کہ یہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا (الحدیث) اعتکاف تو اس مبارک مہینے کا بہت پرُ کیف عمل ہے کہ رب کا بندہ مسجد میں ڈیرے ڈال کر اس کی چوکھٹ تھام کر بیٹھ جاتا ہے کہ یہاں سے کچھ لے کر ہی جاؤں گا۔ یہ وہ مہینہ ہے کہ جس کے شب وروز اور اس کی مقدس گھڑیاں دعا کی قبولیت کے لئے خاص اہمیت رکھتی ہیں۔ گویا کہ رمضان المبارک کا مہینہ انوار وبرکات کا مجموعہ ہے۔ اسی وجہ سے صوفیائے کرام کے نزدیک یہ مہینہ تزکیۂ نفس اور اصلاح کے لئے بے حد مفید ثابت ہوا ہے، کیونکہ اس مہینہ میں ''جسمانی مجاہدے کے چاروں ارکان'' (یعنی کم کھانا پینا، کم سونا، کم ملنا جلنا، کم بولنا چالنا) پر آسانی عمل ہوجاتا ہے۔

رمضان المبارک کا مہینہ بہت ہی خیر وبرکت کا مہینہ ہے، اور آخرت کی کمائی کا بہت بڑا سیزن ہے، جیسا کہ ہر چیز کا ایک سیزن ہوتا ہے اور اس سیزن میں خوب کمائی ہوتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخرت کی کمائی کے لئے مختلف مواقع فراہم ہوتے رہتے ہیں، ان میں سے ایک اہم اور عظیم موقع بلکہ نعمت رمضان المبارک کا مہینہ ہے اور دراصل یہ پورے سال کے لئے ایک تربیتی کورس کی اہمیت رکھتا ہے لہٰذا اس مبارک مہینہ کی کوئی ساعت، کوئی لمحہ اور کوئی منٹ خالی اور ضائع نہیں جانا چاہئے۔

لیکن ہم لوگوں کی حالت اور مزاج کچھ ایسا بن گیا ہے کہ جہاں کسی عبادت کا موقع حاصل ہوتا ہے اور آخرت کی کمائی کا سیزن سامنے آتا ہے تو فوراً دنیا کمانے کی سوجھ جاتی ہے۔ رمضان کا مہینہ ہو یا عید الفطر اور عید الاضحیٰ کا موقعہ، یا حج وعمرہ کی عبادت کا زمانہ جو کہ آخرت کی کمائی اور آخرت کی تجارت کے بہترین اور عمدہ موقعے ہوتے ہیں ہم ان مقدس اور بابرکت زمانوں کو بھی آخرت کے بجائے دنیا کی کمائی

اور دنیا کی تجارت کا ذریعہ بنا لیتے ہیں اور تعجب وافسوس یہ کہ ان موقعوں پر دنیا کمانے کے لئے حرام سے بھی نہیں چونکتے۔

رمضان المبارک کو بھی بہت سے لوگوں نے دنیا کمانے اور دنیا کی تجارت کا زمانہ سمجھ لیا ہے، یہ لوگ آخرت کی کمائی سے زیادہ اس مہینہ میں دنیا کمانے کی فکر کرتے ہیں۔

رمضان المبارک کے ساتھ برتاؤ اور سلوک کرنے والوں کو ہم آسانی کے لئے تین حصوں اور تین طبقوں میں تقسیم کرسکتے ہیں۔

(۱)...... پہلا طبقہ ان لوگوں (خواتین وحضرات) پر مشتمل ہے، جو رمضان المبارک کی آمد سے پہلے ہی اس مہینہ کی سعادتوں اور برکتوں کے حاصل کرنے کے لئے سنجیدہ اور محتاط ہوتے ہیں ،اور رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہوجانے کے بعد اس پورے مہینہ میں وہ اعمال صالحہ کے انجام دینے اور گناہوں سے بچنے کا اہتمام فرماتے ہیں، وہ رمضان المبارک کے کسی عشرہ اور کسی حصہ کے ساتھ اجنبی اور سوتیلے پن کا برتاؤ نہیں کرتے ،ان کے حق میں رمضان المبارک کے مہینہ کا آغاز ،اختتام اور درمیانی حصہ رحمتوں اور برکتوں سے پُر ہوتا ہے،اور یہ رمضان المبارک کے کسی حصے میں بھی کوتاہی اور لغزش کا مظاہرہ نہیں کرتے ، ان کے حق میں نفس کی طرف سے ٹال ،مٹول اور لیت ولعل کا کوئی حربہ کامیاب نہیں ہوتا ، یہ طبقہ وہ ہے جو رمضان المبارک کی آمد کا ۲۹ شعبان ہی کو منتظر رہتا ہے اور اختتام کے وقت بھی ۳۰ رمضان مکمل ہونے کے لئے ذہنی طور پر تیار نظر آتا ہے بلکہ ان حضرات کے رمضان المبارک کا اختتام اس کے آغاز سے زیادہ بہتر ہوتا ہے۔

(۲)...... دوسرا طبقہ ان لوگوں (خواتین وحضرات) پر مشتمل ہے جو رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہونے کے بعد جذباتی انداز سے پورے جوش وخروش کے ساتھ میدان میں اترتے ہیں ،اور رمضان کے ابتدائی اور شروع والے حصہ میں وہ بڑے اللہ والے ،اور فرشتے محسوس ہوتے ہیں ، مساجد میں نمازیوں کا اتنا ہجوم نظر آتا ہے جیسا کہ عموماً جمعہ وغیرہ کی نماز میں ہوتا ہے ،لیکن ہفتہ عشرہ بعد ہی یہ لوگ اپنی پرانی حالت پر لوٹ آتے ہیں ، اور آہستہ آہستہ نماز ، ذکر ،تسبیح ، تلاوت وغیرہ میں کمی آتی چلی جاتی ہے ، اور بالآخر رمضان المبارک کا اختتام آغاز سے بالکل ہی مختلف ہوتا ہے، ان لوگوں پر ان برساتی مینڈکوں کی مثال صادق آتی ہے جو چند دن کے بعد خاموش ہوجاتے ہیں ، جذباتیت اور کسی بھی چیز پر اندھے

گھوڑوں کی طرح الٹا سیدھا گرنا ہماری قوم کے مجموعی مزاج کے حصوں میں شمار کیا جاتا ہے، جس کا آغاز توبرق رفتاری اور طوفانی انداز میں ہوتا ہے مگر اختتام ریت کے ذرات اور ڈھیر کی طرح۔ چاہئے تو یہ تھا کہ رمضان المبارک کے ایام واوقات جس رفتار کے ساتھ آگے بڑھ رہے ہوتے، اسی رفتار کے ساتھ دینی حالت میں بھی ترقی ہوتی، حدیث شریف میں رمضان کے مہینہ کے آخر میں جو انعام واکرام ملنے کا وعدہ ہے اس وقت عبادت کا زیادہ اہتمام ہونا چاہئے تھا کیونکہ انعام حاصل کرنے کے وقت دربار میں حاضری بہت ضروری ہے، مگر ان لوگوں کی غفلت اور محروم القسمتی کہ رمضان المبارک کا اختتام غیر رمضان سے بھی زیادہ غفلت کی حالت میں ہوتا ہے، چنانچہ ان لوگوں کا رمضان المبارک کا آخری عشرہ (جو کہ بہت ہی اہم اور لیلۃ القدر واعتکاف وغیرہ جیسی عظیم عبادتوں وسعادتوں کا زمانہ ہے) عام طور پر بازاروں میں گھومنے پھرنے اور کاروبار میں مصروف ہو کر ختم ہو جاتا ہے، بہت سے کاروباری حضرات تو آخری عشرہ میں نمازیں جماعت سے پڑھنا چھوڑ دیتے ہیں، تراویح بھی غائب ہو جاتی ہے، اور کاروبار میں منہمک ہو کر پوری پوری رات جاگتے ہیں اور پھر سونے سے پہلے ہی سحری کھا کر سو جاتے ہیں، اور صبح کی نماز قضاء کر دیتے ہیں، دن کے اکثر حصے میں سوتے اور رات کو دنیا کی خاطر جاگ کر عبادت والی مبارک راتوں کی سعادتوں اور برکتوں سے اپنے اپ کو محروم کر لیتے ہیں۔ حدیث شریف کے مطابق رمضان کا ابتدائی حصہ رحمت، درمیانی حصہ مغفرت اور آخری حصہ جہنم سے آزادی کا وقت ہے۔ یہ طبقہ ابتدائی حصہ میں اللہ کی رحمت کا مستحق ہو کر، پھر مغفرت اور جہنم کی آزادی سے اپنے آپ کو محروم کر لیتا ہے اس طبقہ کے افراد شعبان کا مہینہ تیس کا اور رمضان کا مہینہ ۲۹ کا ہونے کا زیادہ مشتاق ہوتا ہے۔

(۳)...... تیسرا طبقہ ان لوگوں (خواتین وحضرات) پر مشتمل ہے جن کے کانوں پر رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہونے کے بعد جوں تک نہیں رینگتی، ان کی زندگی میں رمضان غیر رمضان کے زمانے میں کوئی واضح اور غیر معمولی تبدیلی محسوس نہیں ہوتی، رمضان کے مہینہ میں سرکش شیاطین کے قید ہونے کے باوجود بھی ان لوگوں کو اپنے حالات کی اصلاح کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔

ان تین طبقات میں سے پہلے اور تیسرے طبقہ کی تعداد تو کچھ کم ہے لیکن درمیانی طبقہ کی تعداد بہت زیادہ ہے لیکن ظاہر ہے کہ ان میں جس طبقہ کی حوصلہ افزائی کی جا سکتی ہے اور اسے رمضان المبارک کی قدر کرنے والا قرار دیا جا سکتا ہے، وہ پہلا طبقہ ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو پہلے طبقہ میں شامل فرمائیں۔

درسِ قرآن مفتی محمد رضوان

سورہ بقرہ (قسط ۳)

﴿اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۞ اُولٰئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ وَاُولٰئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۞﴾

ترجمہ: ''جولوگ ایمان (یقین) رکھتے ہیں، بے دیکھی چیزوں (غیب کی باتوں) پر اور قائم کرتے ہیں نماز کو، اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے (اللہ کے حکم کے مطابق) خرچ کرتے ہیں''

تفسیر وتشریح

سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲ میں یہ بات بیان کی گئی تھی کہ قرآن مجید متقیوں کے لئے ہدایت ہے، اس کے بعد سورہ بقرہ کی تیسری اور چوتھی آیت میں ان متقیوں کی صفات اور علامات کو بیان کیا جارہا ہے کہ متقی وہ خواتین وحضرات ہیں جن میں یہ خوبیاں اور کمالات ہوں۔

﴿**اَلَّذِیْن**﴾ یہ لفظ عربی زبان میں ''وہ لوگ، یا جولوگ'' کے معنیٰ میں آتا ہے اور عربی نحو (گرائمر) کے فن میں اسم موصول کہلاتا ہے۔

﴿**یُؤْمِنُوْنَ**﴾ یہ لفظ ایمان سے بنا ہے، اور اس کے معنیٰ ہیں ''ایمان لاتے ہیں'' یا ''یقین رکھتے ہیں'' ایمان کے معنیٰ، ایمان اور یقین دونوں کے ساتھ کرنا صحیح ہے، کیونکہ ایمان دراصل وہی معتبر ہے جو یقین کا درجہ رکھتا ہو اور اسمیں تردد اور شک نہ ہو۔

﴿**بالْغَیْبِ**﴾ غیب کے لفظی معنیٰ ہیں ''ہر وہ چیز جو انسان کی عقل اور حواس (یعنی دیکھنے، سننے، پکڑنے، چھونے، سونگھنے، ذائقہ محسوس کرنے) سے باہر اور بالاتر، اور ان حواس کی رسائی سے مخفی و پوشیدہ ہو جیسے قیامت، جنت، جہنم، فرشتے وغیرہ، کہ مؤمنوں کا ان چیزوں پر ایمان اور یقین صرف اللہ اور اس رسول کے فرمانے اور بتلانے سے ہے، صرف عقل کے سمجھنے اور حواس کے ذریعہ سے ان چیزوں کا علم حاصل نہیں کیا گیا۔

غیب پر ایمان لانا، متقیوں کی سب سے پہلی صفت بتلائی گئی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ متقی وہ لوگ ہیں جو غیب کی باتوں پر ایمان رکھتے ہی۔

اس آیت میں ایمان کی تعریف ''یؤ منون بالغیب'' دو مختصر لفظوں میں بیان فرمادی ہے یہ جملہ دو لفظوں کا مجموعہ ہے (۱) ایمان (۲) غیب۔

لغت میں کسی کی بات کو کسی کے اعتماد پر یقینی طور سے مان لینے کا نام ایمان ہے، اسی وجہ سے جو چیز مشاہدہ سے یا حواس کے ذریعہ سے معلوم کر لی جائے اس کی تصدیق کر دینے اور اس کے مان لینے کو ایمان نہیں کہتے، البتہ اسے تصدیق کرنا کہہ سکتے ہیں، کیونکہ تصدیق کا تعلق مشاہدہ سے ہوسکتا ہے، مگر ایمان کا تعلق کسی چیز کے مشاہدہ سے نہیں۔

اور شریعت کی زبان میں رسول اللہ ﷺ کی بتلائی ہوئی بات کو بغیر مشاہدہ کے صرف رسول پر اعتماد کرتے ہوئے مان لینے کا نام ایمان ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جو باتیں بتائی ہیں خواہ وہ گزشتہ زمانے سے متعلق ہوں یا آئندہ زمانے سے متعلق ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔ (جاری ہے......)

ہوائی مسجدیں

آج کل مختلف پلازوں وغیرہ میں نماز پڑھنے کے لئے اس طرح مساجد تعمیر کی جارہی ہیں کہ ان کے اوپر اور نیچے والا حصہ باقاعدہ وقف نہیں ہوتا بلکہ پلازہ کے مالک یا دوسرے لوگوں کی ملکیت ہوتا ہے اور راستہ بھی عموماً مسجد کا مستقل نہیں ہوتا، جب مارکیٹ کو بند کیا جاتا ہے تو مسجد میں جانے کا راستہ بھی بند ہوجاتا ہے، اور مسجد کے نیچے اور اوپر اور اسی طرح دائیں بائیں عموماً دوکانیں ہوتی ہیں جن میں لوگ مختلف قسم کے کاروبار کرتے ہیں۔ شرعی اعتبار سے اس قسم کی مساجد کو شرعی مسجد قرار نہیں دیا جاسکتا، کیونکہ شرعی مسجد بننے کے لئے ضروری ہے کہ تحت الثریٰ سے لے کر عنانِ سماء تک (یعنی اوپر سے نیچے تک تمام حصہ) خاص مسجد یا وقف علی المسجد، یا پھر عام وقف ہو۔ اوپر یا نیچے کا کوئی بھی حصہ جب تک کسی کی ذاتی وشخصی ملکیت ہو اس وقت تک وہ جگہ شرعی مسجد نہ ہوگی، اس میں نماز باجماعت پڑھنے کا ثواب تو ملے گا لیکن مسجد کا ثواب نہ ملے گا۔ اور ایسی مسجد میں شرعی اعتکاف بھی معتبر نہ ہوگا۔ البتہ اگر نیچے یا اوپر کا کوئی حصہ مسجد تو نہ ہو لیکن وہ کسی کی ذاتی وشخصی ملکیت نہ ہو بلکہ وقف ہو تو پھر اس کی وجہ سے شرعی مسجد ہونے میں کوئی خلل واقع نہ ہوگا۔

درسِ حدیث مفتی محمد رضوان

احادیث مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

''تراویح'' رمضان کا خصوصی تحفہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ فَرَضَ صِیَامَ رَمَضَانَ عَلَیْکُمْ وَسَنَنْتُ لَکُمْ قِیَامَهٗ فَمَنْ صَامَهٗ وَقَامَهٗ اِیْمَانًا وَاحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ کَیَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ (ترغیب وترھیب ج ۲ ص ۶۴ بحوالہ سنن نسائی، کنزالعمال رقم ۲۳۷۲۲ بحوالہ مسنداحمد، ترمذی)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے فرض قرار دیے اور میں نے رمضان کی رات میں قیام (یعنی تراویح) کو سنت قرار دیا پس جس شخص نے رمضان کا روزہ رکھا اور رمضان میں قیام کیا (یعنی تراویح پڑھیں) ایمان کی حالت میں اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے (اخلاص کے ساتھ) تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح سے نکل جائے گا جیسا کہ وہ اپنی پیدائش کے وقت تھا (ترغیب وترہیب، کنزالعمال)

فائدہ: اس حدیث میں رمضان کے قیام سے مراد تراویح ہے (فتح الباری ج۴ ص ۳۱۵)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان المبارک کے روزے فرض اور تراویح سنت ہیں، اوران دونوں عملوں کی یہ فضیلت ہے کہ جو شخص بھی (خواہ وہ مرد ہو یا عورت) اخلاص اور ثواب کی خاطر ایمان کی حالت میں یہ دونوں عمل اہتمام کے ساتھ ادا کرے تو اس کے تمام (صغیرہ) گناہ معاف کر کے اس طرح پاک وصاف کر دیا جاتا ہے جیسا کہ وہ پیدائش کے وقت ہر قسم کے گناہ سے پاک تھا۔

حدیث شریف میں روزے کے ساتھ تراویح کا ذکر اس لئے کیا گیا کہ جس طرح روزے رمضان المبارک کے مہینہ کا خصوصی عمل اور خصوصی تحفہ ہیں، اسی طرح تراویح بھی رمضان المبارک کے مہینہ کا خصوصی عمل اور خصوصی تحفہ ہیں، رمضان المبارک کے دن کا خصوصی عمل اور خصوصی تحفہ روزہ ہے اور رات کا خصوصی عمل اور خصوصی تحفہ تراویح ہے، روزے اور تراویح دونوں کو ایک ساتھ بیان کر کے اس کی فضیلت بتلانے سے ظاہر ہوا کہ یہ خصوصی فضیلت رمضان کے روزوں اوران کے ساتھ تراویح پڑھنے سے حاصل ہوتی ہے

اور جس نے ان میں سے ایک عمل کو اختیار کیا اور دوسرے کو چھوڑ دیا اس کے لئے یہ خصوصی فضیلت حاصل ہونا مشکل ہے۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ:

''رمضان کا مہینہ ایسا مہینہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر اس کے روزے فرض کئے اور میں نے تمہارے لئے اس کے قیام (تراویح) کو سنت کیا، لہٰذا جو کوئی اس کے روزے رکھے گا اور اس کا قیام کرے گا ایمان کی حالت میں اور اخلاص وثواب کی امید کے ساتھ تو وہ اپنے (صغیرہ) گناہوں سے اس طرح نکل جائے گا جیسا کہ وہ اپنی پیدائش کے وقت تھا'' (کنز العمال)

ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان کا روزہ فرض قرار دیا اور میں نے رمضان کی رات میں (بحکمِ الٰہی) اس کا قیام (یعنی تراویح کو) سنت قرار دیا پس جو شخص رمضان کا روزہ اور اس کا قیام ایمان ویقین اور ثواب کی امید کے ساتھ اختیار کرے گا تو یہ اس کے گزشتہ (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا (کنز العمال بحوالہ نسائی وبیہقی)

اس سے معلوم ہوا کہ تراویح کا حکم بھی خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اور حضور ﷺ نے جو تراویح کو اپنی طرف منسوب کر کے یہ فرمایا کہ اس کو میں نے سنت کیا اس سے مراد تراویح کی تاکید اور اس کی اہمیت کو بیان کرنا ہے کہ حضور ﷺ اپنی طرف سے اس کی بہت تاکید فرماتے تھے، لہٰذا بلا عذر تراویح کو چھوڑنا بہت بُری بات ہے۔

اسی وجہ سے اہل سنت والجماعت کے فقہ کے سب ائمہ اس کے سنت ہونے پر متفق ہیں۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ مسلمانوں میں سے روافض کے علاوہ کوئی بھی تراویح کا منکر نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

''آپ ﷺ لوگوں کو قیامِ رمضان (تراویح) کی ترغیب دیا کرتے تھے، اس کا وجوبی ولازمی حکم نہیں فرماتے تھے، پس آپ ارشاد فرماتے تھے کہ جو شخص رمضان شریف کا قیام ایمان کی حالت میں اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے کرے تو اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جائیں گے (مسلم وابو داؤد کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ) حضور ﷺ کے وصال تک یہی عمل رہا اور حضرت ابو بکر کی خلافت اور حضرت عمر کی ابتدائی خلافت میں بھی یہی عمل

رہا (یعنی لوگ بغیر باضابطہ جماعت کے تراویح پڑھتے رہے)'' (بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ترغیب وترہیب)

اندازہ کیجئے! کتنی معمولی سی محنت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتنا بڑا وعدہ ہے کہ تراویح پڑھنے پر اور رمضان شریف کے روزے رکھنے پر پچھلے گناہوں کی معافی کا وعدہ فرما رہے ہیں۔ اس لئے بڑے شوق وذوق سے تراویح کا اہتمام کرنا چاہئے۔ یاد رہے کہ روزہ، تراویح، لیلۃ القدر وغیرہ سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں اور کبیرہ گناہ کے لئے توبہ ضروری ہے، ان احادیث میں تراویح کے بارے میں سنت کے الفاظ صاف موجود ہیں جس سے مراد سنت مؤکدہ ہے، اور سنت مؤکدہ کا درجہ واجب کے قریب ہے، اسی لئے بعض فقہاءِ کرام نے فرمایا ہے کہ کسی شہر کے لوگ اگر تراویح چھوڑ دیں تو اس کے چھوڑنے پر امام (یعنی حاکم) ان سے مقاتلہ کرے اور تراویح کی سنت کا منکر بدعتی، گمراہ اور مردود الشھادۃ ہے (طحطاوی علی المراقی وفضائلِ رمضان بحوالہ ماثبت بالسنہ)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ تراویح صرف سنت ہے اگر کوئی پڑھ لے تو ثواب ہے اور نہ پڑھے تو گناہ نہیں، ہمارے اکثر نوجوان رمضان المبارک کی راتوں میں دیر تک گلی محلوں میں گھومتے پھرتے یا ادھر ادھر بیٹھ کر فضول باتوں میں مصروف رہتے ہیں اور تراویح نہیں پڑھتے، جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آپ تراویح کیوں نہیں پڑھتے تو وہ جواب میں کہتے ہیں کہ تراویح پڑھنا کون سا فرض ہے، یہی حال اکثر خواتین کا بھی ہے کہ وہ بھی عام طور پر تراویح پڑھنے کی پابندی نہیں کرتیں، اس غفلت اور کوتاہی کی اصلاح بہت ضروری ہے۔

بسلسلہ : تاریخی معلومات مولوی سعید افضل/مولوی طارق محمود

ماہِ رمضان: پہلی صدی ہجری کی اجمالی تاریخ کے آئینہ میں

□......حضورﷺ کی نبوت کے پہلے سال رمضان میں اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے واسطہ سے حضورﷺ پر سورہ علق کی ابتدائی آیات پہلی وحی کے طور پر نازل فرمائیں، وحی کے نازل ہونے کے وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضورﷺ کو تین مرتبہ بھینچا، تاکہ آپﷺ میں وحی کو ضبط کرنے کی برداشت پیدا ہوجائے، کیونکہ آپﷺ اُمّی تھے (عہد نبوت کے ماہ وسال ص ۲۵، سیرت ابن ہشام ج ۲، ابتداء نزول القرآن)

□......حضورﷺ کی نبوت کے پانچویں سال رمضان میں سورہ نجم نازل ہوئی، آپﷺ نے مسجد حرام میں اس کی تلاوت فرمائی، وہاں جن وانس کافر ومسلمان سب ہی موجود تھے، جب سجدہ کی آیت پر پہنچے تو سب حاضرین نے سجدہ کیا، لیکن امیہ بن خلف کافر نے سجدہ نہیں کیا، بلکہ زمین سے ایک مٹھی کنکریاں اٹھا کر اپنی پیشانی کو لگائیں اور کہا بس مجھے یہی کافی ہے، خدا کی شان کہ حاضرین میں تمام کفار کو آگے چل کر یکے بعد دیگرے اسلام کی دولت حاصل ہوئی، لیکن امیہ بن خلف جنگ بدر میں کفر کی حالت پر نہایت ذلت کی موت مرا (عہد نبوت کے ماہ وسال ص ۴۰)

□......حضورﷺ کی نبوت کے دسویں سال رمضان میں آپﷺ کے چچا ابو طالب کا انتقال ہوا، اہل سنت والجماعت کے نزدیک آپ کا اسلام لانا ثابت نہیں علامہ شامی نے اپنی سیرت میں ان کی تاریخ وفات ہجرت سے تین سال قبل اور شعب ابی طالب سے آنے کے ۲۸ دن بعد لکھی ہے (عہد نبوت کے ماہ وسال ص ۴۹، البدایہ والنہایہ ج ۳، فصل وفاۃ ابی طالب عم رسول اللہﷺ)

□......**ماہِ رمضان ۲ھ:** حضورﷺ کی صاحبزادی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا، آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھیں، جب آپﷺ غزوہ بدر کے لئے تشریف لے جانے لگے تو آپ اس وقت بیمار تھیں، آپﷺ نے ان کی تیمارداری کے لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں ٹھہرایا، چنانچہ جس دن قاصد غزوۂ بدر کی فتح کی خوشخبری لے کر آیا اسی دن ان کا انتقال ہوا (عہد نبوت کے ماہ وسال ص ۱۴۲، البدایہ والنہایہ ج ۳، فصل جمل من الحوادث سنۃ ثنتین من الہجرۃ)

□......**ماہِ رمضان ۲ھ:** میں غزوہ بدر ہوا اس سے آپﷺ کی منشاء یہ تھی کہ کفار کی اقتصادی کمر

توڑنے کے لئے ان کے تجارتی قافلے پرحملہ کرنا چاہئے تاکہ کفار جنگی رصد وسامان میں ترقی نہ کرسکیں، اور انکے پاس مسلمانوں سے لڑنے کی قوت اور طاقت باقی نہ رہے،لیکن قافلہ تو مسلمانوں کے ہاتھ سے بچ گیا مگراس کی مدد کے لئے پہنچنے والے کفار کے لشکر سے مقابلہ ہوگیا،مسلمانوں کی تعداد مشہور یہی ہے کہ ۳۱۳ تھی،لیکن عین لڑائی کے وقت ۳۰۳ تھی، ۷ کو حضورﷺ نے مدینہ منورہ میں چھوڑا تھا، ایک زخمی حالت میں راستے سے واپس بھیجے گئے، اور۲ جاسوسی کے لئے گئے ہوئے تھے، جب واپس آئے تو مسلمانوں کو فتح ہو چکی تھی، تاہم آپﷺ نے ان سب کواصحاب بدر کے فضائل اور مال غنیمت میں باقاعدہ شریک کیا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اصحاب بدر کے اگلے پچھلے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا ہے (غزوات النبی ص ۶۴ تاریخ ملت ج ا ص ۶۱، البدایہ والنہایہ ک ۳، غزوہ بدر العظمیٰ یوم الفرقان یوم التقی الجمعن)

□......**ماہِ رمضان ۸ھ**: میں فتح مکہ ہوئی جس کا سبب یہ ہوا کہ کفار مکہ نے جب صلح حدیبیہ کی شرائط کی خلاف ورزی شروع کی تو حضورﷺ دس ہزار صحابہ کی جماعت کے ساتھ مدینہ منورہ سے نکلے اور بغیر جنگ کے اللہ تعالیٰ نے فتح مبین عطا فرمائی، آپﷺ نہایت عاجزی سے مکہ میں داخل ہوئے اور سب لوگوں کے لئے عام معافی کا اعلان فرمایا، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بوڑھے نابینا والد قحافہ کو اسلام قبول کرنے کی غرض سے لے کر حاضر ہوئے، تو آپﷺ نے فرمایا آپ نے ان کو کیوں تکلیف دی ہم خود ہی حاضر ہوجاتے (عہد نبوت کے ماہ وسال ص ۲۶۵) ایک کافر قیدی آپﷺ سے باتیں کرنے کے دوران تھرتھرانے لگا، آپﷺ نے فرمایا ڈرو نہیں میں کوئی بادشاہ نہیں، ایک غریب عورت کا بیٹا ہوں جو ''قدید'' (عربوں کا ایک خاص قسم کا کھانا جو اتنا قیمتی نہیں ہوتا تھا) کھانے والا ہے، انصار مدینہ نے سوچا کہ اب تو حضورﷺ شاید اپنے قدیمی وطن مکہ میں ہی رہیں گے، آپﷺ نے فرمایا ''میرا جینا مرنا تمہارے ساتھ ہے'' ہم مدینہ واپس جائیں گے، چنانچہ مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران آپﷺ نے قصر نماز پڑھی (البدایہ والنہایہ ج ۴، الحوادث المشہورۃ فی ستۃ ثمان والوفیات)

□......**ماہِ رمضان ۴۰ھ**: میں حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سے عبداللہ بن سباء یہودی اور اس کے منافق ٹولے نے مسلمانوں اور اہل اسلام کو پے در پے نقصان پہنچائے، اسی سلسلہ کی ایک کڑی یہ تھی کہ ایک طرف تو اس ٹولہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت میں غلو کرنے والے تیار کئے، حتی کہ ان میں سے بعض حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معاذ اللہ خدا کہنے لگے

اور دوسری طرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت میں لوگ تیار کئے حتی کہ ان میں سے بعض حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معاذ اللہ کافر کہنے لگے، جنہیں خارجی کہا جاتا ہے، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قاتل عبد الرحمٰن بن ملجم اسی مکروہ سیاست سے بُنے ہوئے جال کا حصہ تھا (تاریخ ملت ج اص ۴۰۲، سیرت علی ۵۲۱، البدایہ والنہایہ ج ۷، صفۃ مقتلہ رضی اللہ عنہ)

□......**ماہِ رمضان ۵۸ھ**: میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا، مدینہ منور کے گورنر حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی، ان کی وصیت کے مطابق ان کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا، ان کی کوئی اولاد نہ تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ ﷺ کو باوجودیکہ بڑی محبت تھی، لیکن دوسری بیویوں کے شرعی حقوق میں کبھی ذرہ برابر فرق نہیں آنے دیا، ۱۸ سال کی عمر میں بیوہ ہوئیں، علم وفضل اور فقہ میں بڑا مقام حاصل تھا، صحابہ کرام اپنے مسائل کے حل کے لئے آپ کی طرف رجوع فرمایا کرتے تھے (البدایہ والنہایہ ج ۸، ام المؤمنین عائشہ بنت ابوبکر الصدیق)

□......**ماہِ رمضان ۹۲ھ**: طارق بن زیاد نے اندلس (سپین) سے جنگ کا آغاز کیا (شوال میں فتح ہوئی) جنگ کا سبب یہ ہوا کہ اندلس کے بادشاہ راڈرک کے مظالم سے تنگ آ کر اس کے ایک امیر جولین نے مسلمانوں کے ساتھ اتحاد کیا، چنانچہ داخلی سیاست کے ساتھ ساتھ قریبی علاقوں کے مسلمان حکمرانوں موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد سے مل کر ۹۰ھ تا ۹۲ھ ۱۳۰۰ ہزار مسلمان مجاہدین کے لئے ایک لاکھ سے زائد کفار کی سرکوبی کی راہ ہموار کردی، اور خود مسلمانوں کے ساتھ شامل رہا، اور اس جنگ میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی (تاریخ اندلس ص ۷۰ از ریاست علی صاحب، بحوالہ ابن اثیر ج ۶ ص ۳۳۷)

مقالات ومضامین

مفتی منظور احمد

سفرِ معراج کے عجائب وامثال (قسط ۳)

(۱۲)......شب معراج میں ساتویں آسمان پر آپ نے فرشتوں کی ایک جماعت کو دیکھا جن کے قد اتنے بڑے تھے کہ دو کندھوں کے درمیان کئی میل کا فاصلہ تھا، ہر ایک کے کئی پر تھے اور سجدے میں پڑے کانپ رہے تھے جس کی وجہ سے ان کے جسموں سے ایک مخصوص آواز نکل رہی تھی، آپ نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے کہ سجدے میں بھی پڑے ہیں اور جسموں سے آوازیں بھی آ رہی ہیں جبرائیل نے جواب دیا کہ یہ جب سے پیدا ہوئے ہیں سجدے میں پڑے ہیں اور قیامت تک پڑے رہیں گے اور اللہ کے خوف سے ان پر کپکپی طاری ہے جس کی وجہ سے جسم سے آواز آ رہی ہے (سیرۃ المصطفیٰ)

(۱۳)......آپ ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج میں میرا گزر ملاء اعلیٰ پر ہوا جبکہ اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے گھل کر پرانے اور باریک کپڑے کی طرح کمزور ہو گئے تھے (احیاء العلوم)

(۱۴)......حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ معراج کی رات جب میں آسمان دنیا پر گیا تو جو فرشتہ بھی مجھ سے ملاقات کے لئے آتا تھا وہ خندہ پیشانی کے ساتھ ہنستا ہوا آتا تھا اور کلمات خیر و برکت زبان پر جاری کرتا تھا، یہاں تک کہ ایک ایسا فرشتہ آیا جس نے اور فرشتوں کی طرح ملاقات کی اور دعا بھی دی مگر نہ ہنستا تھا اور نہ اس کی پیشانی پر بشاشت کے آثار پائے جاتے تھے، میں نے جبرائیل سے دریافت کیا کہ یہ فرشتہ کون ہے؟ جو نہ ہنستا ہے اور نہ اس کی پیشانی پر بشاشت کے آثار پائے جاتے ہیں، جبرائیل نے کہا اگر یہ فرشتہ آپ سے پہلے کسی کے ساتھ ہنسا ہوتا تو آپ کے ساتھ بھی ہنستا۔ یہ تو کبھی ہنستا ہی نہیں یہ مالک داروغہ جہنم ہے، حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے جبرائیل سے کہا کہ آپ مالک سے کہہ دیں کہ مجھے دوزخ کی سیر کرادے، جبرائیل نے مالک سے کہا! محمد کو دوزخ کی سیر کرادو، آپ نے فرمایا: پس مالک نے دوزخ کے اوپر سے ڈھکنا اٹھایا جس کے اٹھاتے ہی اس کے شعلے بلند ہوئے اور مجھے خیال ہوا کہ جہاں تک میری نظری جاتی ہے یہ ہر چیز کو جلادے گی، اس لئے میں نے جبرائیل سے کہا کہ مالک سے کہیں کہ وہ اسے بند کردے، چنانچہ جبرائیل نے مالک کو حکم دیا اور مالک نے دوزخ کے شعلوں کو کہا کہ

خاموش ہو جاؤ، وہ فوراً خاموش ہو گئے، اوران کی آمدورفت ایسی ہو گئی جیسے سایہ ہوتا ہے، شعلوں کے بالکل خاموش ہو جانے کے بعد مالک نے دوزخ پر دوبارہ ڈھکنا دے دیا (ابن ہشام مترجم ج ۱ ص ۲۶۹)

(۱۵)...... آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نہر میں تیر رہا ہے اور پتھر کو لقمہ بنا بنا کر کھا رہا ہے آپ نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ سودخور ہے (سیرۃ المصطفیٰ)

(۱۶)...... حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج میں ساتویں آسمان پر پہنچے تو میں نے اپنے اوپر دیکھا بجلی، چمک اور کڑک تھی، پھر میں ایسی قوم کے پاس آیا جن کے پیٹ کمروں کی طرح تھے ان میں سانپ تھے جو باہر سے نظر آرہے تھے میں نے کہا جبرائیل یہ کون لوگ ہیں انہوں نے کہا کہ یہ سودخور ہیں ۔ایک روایت میں ہے کہ آپ نے آسمان دنیا میں کچھ لوگوں کو دیکھا جنکے پیٹ بڑں کمروں کی طرح تھے جو لٹکے ہوئے تھے اور ایک دوسرے پر گرتے پڑتے تھے اور اپنی جگہ سے بالکل حرکت نہیں کر سکتے تھے آل فرعون کو جب ہر صبح شام جہنم کی آگ پر پیش کیا جاتا ہے تو وہ ان لوگوں کو روندتے ہوئے گزرتے ہیں وہ لوگ کہتے ہیں اے ہمارے رب تو قیامت کو کبھی قائم نہ فرما میں نے کہا جبرائیل یہ کون لوگ ہیں انہوں نے کہا یہ آپ کی امت کے سودخور ہیں جو قیامت کے دن اس شخص کی طرح کھڑے ہونگے جس کو شیطان نے چھو کر حواس باختہ کر دیا ہو (ابن ماجہ)

(۱۷)...... حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج میں میرا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جن کی کھالیں آگ کی قینچیوں سے کاٹی جارہی تھیں میں نے پوچھا کہ کون لوگ ہیں جبرائیل امین نے کہا یہ وہ مرد ہیں جو عورتوں کو دکھانے اور مائل کرنے کی غرض سے زیب وزینت کیا کرتے تھے پھر میں ایک گڑھے کے پاس سے گزرا جس سے بہت ہی سخت بدبو آرہی تھی اور میں نے اس میں سے شدید آوازیں سنیں میں نے کہا یہ کون ہیں جبرائیل نے کہا کہ یہ وہ عورتیں ہیں جو مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے زیب وزینت کرتی ہیں اور ایسے کام کرتی ہیں جو ان کے لئے حلال نہیں (سیرۃ المصطفیٰ)

(۱۸)...... آپ کا گزر ایک ایسی جماعت پر ہوا جن کے ہونٹ اونٹوں کی طرح تھے اور آگ کے انگارے کھا رہے تھے جو ان کے پاخانے کے راستے سے خارج ہو رہے تھے ۔آپ نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں حضرت جبرائیل نے جواب دیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں یتیموں کا مال ظلماً کھاتے تھے (تفسیر قرطبی)

(۱۹)......حضور ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج میں مجھے کثیر تعداد میں ایسے مردوں اور عورتوں کے پاس لے جایا گیا جن پر لوگ مقرر ہیں جو ان میں سے ہر ایک کے پہلو سے جوتے کے برابر گوشت کا ٹکڑا کاٹ کر اس کے منہ میں ڈالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسے کھا جیسے دنیا میں کھایا کرتا تھا وہ اسے کھاتا ہے تو ایسی تکلیف محسوس کرتا ہے جیسی موت کے وقت ہوتی ہے میں نے کہا جبرائیل یہ کون لوگ ہیں، انہوں نے کہا یہ لوگوں پر طعنہ زنی کرنے والے ان کی عیب جوئی اور چغلخوری کرنے والے ہیں (مختصر تفسیر ابن کثیر)

(۲۰)......سفر معراج میں آپ کا گزر کچھ ایسی عورتوں پر ہوا جو چھاتیوں کے بل لٹکی ہوئی تھیں آپ نے پوچھا یہ کون ہیں جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ وہ عورتیں ہیں جنہوں نے اپنے شوہروں کی طرف ایسے بچے منسوب کئے جو حقیقت میں ان کے نہیں تھے۔بعض روایات میں ہے کہ آپ نے ایسی عورتوں کو بھی دیکھا جو پاؤں سے باندھ کر الٹی لٹکائی گئی تھیں آپ نے پوچھا تو جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ وہ عورتیں ہیں جو اپنی اولاد کو قتل کر دیتی تھیں (جامع البیان للطبری)

(۲۱)...... راستہ میں آپ کا گزر ایسی قوم پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے چہروں اور سینوں کو ان ناخنوں سے چھیلتے تھے حضور اقدس ﷺ نے جبرائیل امین سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو آدمیوں کا گوشت کھاتے ہیں یعنی ان کی غیبت کرتے ہیں اور ان کی آبروریزی کرتے ہیں،ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ کچھ لوگ اپنا گوشت کاٹ کر کھا رہے ہیں آپ کے دریافت فرمانے پر جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو دوسروں پر طعنے اور زبان درازی کیا کرتے تھے (ابوداؤد)

(۲۲)......آپ کا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے سر پتھروں سے کچلے جا رہے ہیں کچلے جانے کے بعد پھر ویسے ہی ہو جاتے ہیں جیسے پہلے تھے اس طرح سلسلہ جاری ہے کبھی ختم نہیں ہوتا آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جبرائیل نے کہا کہ یہ فرض نماز سے کاہلی کرنے والے لوگ ہیں (الترغیب والترہیب)

(۲۳)......آپ ایسی قوم کے پاس سے گزرے جن کی شرمگاہ پر آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے ہیں اور اونٹ و بیل کی طرح چرتے ہیں ضریع اور زقوم (کانٹے اور جہنم کے پتھر) کھا رہے ہیں آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جبرائیل امین نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں کی زکوٰۃ نہیں دیتے (ترغیب)

(۲۴)......آپ ایک ایسی قوم پر سے گزرے جن کے سامنے ایک ہانڈی میں پکا ہوا گوشت اور ایک

Idara Ghufran

ہانڈی میں کچا اور سڑا ہوا گوشت رکھا ہے یہ لوگ سڑا ہوا گوشت کھا رہے ہیں اور پکا ہوا گوشت نہیں کھاتے آپ نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جبرائیل نے کہا یہ آپ کی امت کا وہ شخص ہے جس کے پاس حلال اور طیب عورت موجود ہے مگر وہ ایک زانیہ اور فاحشہ عورت کے ساتھ شب باشی کرتا ہے اور صبح تک اسی کے پاس رہتا ہے یا آپ کی امت کی وہ عورت ہے جو حلال اور طیب شوہر کو چھوڑ کر کسی زانی اور بدکار کے ساتھ رات گزارتی ہے (جامع البیان للطبری)

(۲۵)......آپ کا گزر ایک ایسی لکڑی پر ہوا جو سر راہ واقع ہے جو کپڑا یا کوئی چیز اس کے پاس سے گزرتی ہے اس کو پھاڑ ڈالتی ہے اور چاک کردیتی ہے آپ نے جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کیا جبرائیل نے کہا کہ یہ آپ کی امت کے ان لوگوں کی مثال ہے جو راستے پر چھپ کر بیٹھ جاتے ہیں اور راہ سے گزرنے والوں پر ڈاکے ڈالتے ہیں بعض روایات میں لکڑی کی جگہ پتھر کا ذکر ہے (تفسیر قرطبی)

(۲۶)...... آپ کا گزر ایک ایسے شخص پر ہوا جس نے لکڑیوں کا ایک بھاری گٹھہ جمع کر رکھا ہے اور اسے اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا مگر لکڑیاں لا لا کر اس میں اور زیادہ کرتا جاتا ہے آپ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے جبرائیل امین نے کہا یہ آپ کی امت کا وہ شخص ہے جس پر حقوق اور امانتوں کا ایک بار گراں ہے جس کو وہ ادا نہیں کرسکتا مگر اس کے باوجود اور زیادہ بوجھ اپنے اوپر لادتا پھرتا ہے۔

(۲۷)...... آپ کا گزر ایک ایسی جماعت پر ہوا جن کی زبانیں اور لب لوہے کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں اور جب کٹ جاتے ہیں تو پھر پہلے کی طرح صحیح سالم ہوجاتے ہیں اسی طرح سلسلہ جاری ہے ختم نہیں ہوتا آپ نے پوچھا یہ کیا ماجرا ہے جبرائیل امین نے کہا یہ آپ کی امت کے واعظ اور خطیب ہیں جو "**یقولون مالا یفعلون**" کے مصداق ہیں یعنی دوسروں کو نصیحت کرتے ہیں اور خود عمل نہیں کرتے ایک روایت میں انہیں خطباء فتنہ قرار دیا گیا ہے (ابن حبان)

(۲۸)......شب معراج میں آپ کا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں کے ساتھ کاٹے جا رہے تھے آپ نے فرمایا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم وہ لوگ ہیں جو دوسروں کو نیکی کا کہتے تھے مگر خود نہ کرتے تھے اور انہیں برائی سے روکتے تھے مگر خود برائی کا ارتکاب کرتے تھے (ابن حبان)

مقالات و مضامین مفتی محمد رضوان

ماہِ رمضان مختصر فضائل و مسائل کی روشنی میں

(روزہ، سحری، افطاری، تراویح، شبینہ، اعتکاف، فطرانہ، عید الفطر کے مسائل)

رمضان کے ایک روزہ کی اہمیت: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص قصداً بلا کسی شرعی عذر کے ایک دن بھی رمضان کا روزہ چھوڑ دے تو پھر رمضان کے علاوہ چاہے تمام عمر کے روزے رکھے اس کا بدل نہیں ہوسکتا (احمد، ترمذی، ابوداؤ، ابن ماجہ، دارمی، بخاری، مشکوٰۃ)

روزہ کس پر فرض ہے؟: ہر مسلمان، عاقل، بالغ صحت مند مقیم مرد و عورت پر رمضان کے روزے فرض ہیں ❀ جس شخص کو روزہ رکھنے سے اپنے سابقہ تجربہ یا دیندار ماہر ڈاکٹر کی رائے کے مطابق بیماری پیدا ہونے یا بیماری بڑھ جانے کا غالب گمان ہو وہ روزہ چھوڑ سکتا ہے صحت یاب ہونے پر قضاء کرنا ضروری ہے ❀ خواتین کو مخصوص ایام میں روزہ رکھنا جائز نہیں، پاک ہونے کے بعد قضاء کرنی ضروری ہے۔ بلا عذرِ شرعی یا بیماری کے وہم کی بنیاد پر روزہ چھوڑنا اور فدیہ ادا کرنا جائز نہیں۔ بہت چھوٹے بچوں کو نام و نمود اور رسم کے طور پر روزہ رکھوانا جائز نہیں اور ان پر زور زبردستی کر کے بوجھ ڈالنا بھی گناہ ہے۔

سحری کے مسائل: سحری کھانا سنت ہے، اگر بھوک نہ ہو تب بھی تھوڑا بہت کچھ کھا پی لینا چاہئے خواہ دو تین چھوارے یا پانی کے چند گھونٹ ہی کیوں نہ ہوں، لیکن اگر کچھ بھی نہ کھایا پیا اور بغیر سحری کے روزہ رکھ لیا تب بھی روزہ صحیح ہو جائے گا ❀ اگر سحری کے لئے آنکھ نہ کھلی اور صبح صادق ہوگئی تو بغیر سحری کے روزہ رکھنا ضروری ہے صبح صادق ہو جانے کے بعد سحری کھانا صحیح نہیں (خواہ کسی کی آنکھ دیر سے کھلی ہو) اکثر روزہ رکھنے والے حضرات فجر کی اذان ہونے تک سحری کھانے کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں اور بعض لوگ تو اذان ختم ہونے تک جبکہ بعض لوگ آخری اذان اور بعض لوگ محلّہ کی اذان ہونے تک سحری کھانے میں مبتلا پائے گئے ہیں۔ حالانکہ سحری ختم کرنے کا تعلق اذان سے نہیں بلکہ صبح صادق ہو جانے سے ہے اور اذان تو نماز فجر کیلئے دی جاتی ہے اذان درحقیقت نماز کی سنت ہے نہ کہ روزہ کی، اگر اذان صبح صادق کے بعد ہوئی اور اس پر کچھ کھایا پیا گیا تو روزہ نہیں ہوگا اور اگر اذان ہی صبح صادق ہونے سے پہلے ہوئی تو پھر یہ اذان فجر کی جماعت کے لئے صحیح نہ ہوگی۔ اس لئے اذان کو سحری ختم کرنے کا معیار بنانا یا اذان صبح صادق سے پہلے

پڑھنا سخت نقصان کی چیز ہے سحری کیلئے صحیح اور مستند کیلنڈر یا جنتری میں دیئے گئے وقت کو معیار بنائیں اور اپنی گھڑی صحیح وقت کے مطابق رکھیں (اور احتیاطاً کچھ وقت پہلے ہی سحری سے فارغ ہوجائیں) نیز مساجد میں یہ اہتمام کیا جائے کہ سحری کا وقت ختم ہونے پر اس کا اعلان کر دیا جائے (یا کسی جگہ سائرن وغیرہ بجا دیا جائے) اور چند منٹ کے بعد (جب صبح صادق کا یقین ہوجائے) فجر کے لئے اذان دی جائے۔ حدیث میں سحری میں دیر کرنے اور افطار میں جلدی کرنے کی جو فضیلت آئی ہے اس پر عمل وقت کے اندر رہتے ہوئے کرنا چاہئے اور یہی اس حدیث کا مطلب بھی ہے ❀ روزہ کی نیت دل میں کافی ہے زبان سے ضروری نہیں ❀ رمضان المبارک میں صبح صادق ہوجانے کے بعد دوسرے دنوں کی بنسبت فجر کی نماز باجماعت اس لئے جلدی پڑھنا تاکہ زیادہ لوگ جماعت میں شریک ہوسکیں جائز بلکہ بہتر ہے۔

افطار کے مسائل: افطار کے وقت دعا قبول ہونے کا خاص وقت ہوتا ہے۔ اس لئے دعا کا اہتمام کیا جائے ❀ بعض لوگ افطار کے وقت بھی ٹی وی کے پروگراموں میں مصروف رہتے ہیں جو سخت محرومی کی بات ہے۔ کھجور سے روزہ افطار کرنا زیادہ ثواب ہے اور وہ میسر نہ ہو تو پھر پانی سے افطار کرنا چاہئے، افطار حلال مال سے کیا جائے حرام سے پرہیز بہت ضروری ہے ❀ کسی روزہ دار کو روزہ افطار کرانے کی بڑی فضیلت ہے۔ افطار میں مصروف ہوکر مغرب کی نماز قضاء کر دینا یا جماعت چھوڑ دینا صحیح نہیں ❀ رسم و رواج کے طور پر یا اپنا نام اونچا کرنے کے لئے افطار پارٹیاں دینا جائز نہیں ❀ اسی طرح بچوں کی روزہ کشائی کی مروجہ رسم بھی غیر شرعی ہے۔ بعض لوگ ایک عشرہ کھجور سے، ایک عشرہ پانی سے اور ایک عشرہ نمک سے افطار کرنے کو سنت یا زیادہ ثواب سمجھتے ہیں ❀ یہ غلط ہے اس طریقہ کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں ❀ رمضان میں مغرب کی نماز کچھ تاخیر سے پڑھنا تاکہ مختصر افطار اور بھوک کا تقاضا ختم کر کے لوگ جماعت میں شریک ہوسکیں جائز ہے، لیکن زیادہ تاخیر نہ کی جائے کہ مکروہ وقت ہوجائے یا نمازیوں کو جماعت کے انتظار میں تکلیف ہونے لگے۔

وہ صورتیں جن میں روزہ نہیں ٹوٹتا اور مکروہ بھی نہیں ہوتا یہ ہیں

❀ کسی قسم کا انجکشن یا ٹیکہ لگوانا ❀ کسی عذر سے رگ کے ذریعہ گلوکوز چڑھوانا ❀ سخت ضرورت کے وقت خون چڑھوانا ❀ طاقت کا انجکشن لگوانا ❀ ایسی آکسیجن دینا جو خالص ہو اور اس میں ادویات کے اجزاء شامل نہ ہوں ❀ کلی کرنے کے بعد منہ کی تری نگلنا ❀ اپنا تھوک جو اپنے منہ میں ہو نگل لینا، البتہ اسے منہ

میں جمع کر کے نگلنا اچھی بات نہیں ❀ ضرورت کے وقت کوئی چیز چکھ کر تھوک دینا ❀ ناک کو اس قدر زور سے سڑک لینا کہ حلق کے اندر چلی جائے ❀ دانت اس طرح نکلوانا کہ خون حلق میں نہ جانے پائے ❀ دانتوں سے نکلنے والا خون نگل لینا بشرطیکہ وہ تھوک سے کم ہو اور منہ میں خون کا ذائقہ معلوم نہ ہو ❀ نکسیر پھوٹنا ❀ چوٹ وغیرہ کے سبب جسم سے خون نکلنا ❀ کسی زہریلی چیز کا ڈسنا ❀ مرگی کا دورہ پڑنا ❀ بواسیر کے مسوں کو (جن کا محل عموماً پاخانہ کی جگہ کا کنارہ ہوتا ہے) طہارت کے بعد اندر دبا دینا ❀ حلق میں بلا اختیار دھواں، گردوغبار یا مکھی، مچھر وغیرہ کا چلے جانا ❀ بھول کر کھانا پینا یا بھول کر بیوی سے صحبت کرنا ❀ اگر جماع یا انزال کا اندیشہ نہ ہو تو بیوی سے بوس و کنار کرنا ❀ سوتے ہوئے احتلام ہو جانا ❀ کان میں پانی ڈالنا یا بے اختیار چلے جانا ❀ خود بخود قے آ جانا ❀ آنکھوں میں دوا یا سرمہ لگانا (اگر چہ حلق میں اس کا اثر معلوم ہو) ❀ مسواک کرنا (خواہ تر ہو یا خشک) ❀ سر اور بدن میں تیل لگانا ❀ عطر یا پھولوں کی خوشبو سونگھنا ❀ دھونی دینے کے بعد اگر بتی اور لوبان کی خوشبو سونگھنا جبکہ ان کا دھواں باقی نہ رہے ❀ رومال بھگو کر سر پر ڈالنا اور کثرت سے نہانا ❀ بچہ کو دودھ پلانا ❀ پان کی سرخی اور دوا کا ذائقہ منہ سے ختم نہ ہونا (جبکہ اس کے اجزاء منہ میں نہ ہوں)

وہ صورتیں جن میں روزہ ٹوٹتا نہیں مگر مکروہ ہو جاتا ہے یہ ہیں

❀ ٹوتھ پیسٹ، منجن، مسی، دنداسہ اور کوئلہ وغیرہ سے دانت صاف کرنا جبکہ ان کے اجزاء حلق میں نہ جائیں ❀ صحبت یا انزال ہو جانے کا خطرہ ہو تو بیوی سے بوس و کنار وغیرہ کرنا ❀ بلا ضرورت کسی چیز کو چبانا یا چکھ کر تھوک دینا ❀ غیبت کرنا ❀ لڑنا جھگڑنا اور گالی گلوچ کرنا خواہ کسی انسان کو گالی دے یا بے جان چیز کو ❀ خون دینا، فصد کرنا ❀ اپنے منہ میں تھوک جمع کر کے نگلنا ❀ بلا عذر رگ کے ذریعہ گلوکوز چڑھوانا۔

وہ صورتیں جن میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور صرف قضا واجب ہوتی ہے

❀ ڈاڑھ نکلوائی اور خون حلق میں چلا گیا ❀ کسی مرض کی وجہ سے اتنا خون یا پیپ دانتوں سے نکل کر حلق میں چلا جائے جو تھوک کے برابر یا اس سے زیادہ ہو جس کی پہچان یہ ہے کہ تھوک میں اسکا رنگ نظر آ جائے اور منہ میں ذائقہ محسوس ہو ❀ ناک اور کان میں تر دوا ڈالنا اور ایسی ناس لینا یا خشک سفوف ڈالنا جسکا جوف دماغ میں پہنچنا یقینی ہو ❀ مشت زنی کرنا ❀ بیوی کا بوس و کنار وغیرہ کی وجہ سے انزال ہونا ❀ ایسی چیز کا نگل جانا جو کہ عام طور پر نہ کھائی جاتی ہو جیسے کنکر یا لکڑی کا ٹکڑا ❀ یہ سمجھ کر کہ احتلام سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

روزہ افطار کر لینا ❁ بیماری یا کسی مجبوری میں روزہ افطار کر لینا ❁ سحری کا وقت خیال کر کے صبح صادق ہو جانے کے بعد سحری کھا لینا ❁ یہ سمجھ کر کہ سورج غروب ہو گیا ہے افطار کر لینا ❁ روزہ یاد ہو مگر وضو کرتے وقت بلا اختیار حلق میں پانی چلا جائے ❁ قصداً منہ بھر کر قے کر لینا ❁ لوبان یا عود کا دھواں قصداً ناک یا حلق میں پہنچانا ❁ منہ میں آنسو یا پسینہ کے قطرے جائیں اور ذائقہ محسوس ہو اور روزہ دار ان کو نگل لے۔

وہ صورتیں جن میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضاو کفارہ دونوں لازم ہوتے ہیں

❁ جان بوجھ کر کچھ کھا پی لینا ❁ مسئلہ معلوم ہو یا نہ ہو،اور بیوی سے صحبت کرنا جبکہ روزہ یاد ہو ❁ جان بوجھ کر کچا گوشت یا چاول کھا لینا ❁ جان بوجھ کر سگار، حقہ، بیڑی اور سگریٹ وغیرہ پینا ❁ اگر کسی نے تھوڑی نسوار روزہ کی حالت میں منہ میں رکھ کر فوراً نکال دی اور اس کو یقین ہو کہ اس کا کوئی جز حلق میں نہیں گیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اگرچہ بالاتفاق مکروہ ہے۔ مگر عام طور پر چونکہ ایسا ہونا مشکل ہے کہ نسوار کا جز حلق میں نہ جائے خصوصاً جبکہ استعمال کرنے والے دیر تک منہ میں رکھتے ہیں اور اس کے رہنے سے تھوک بھی زیادہ پیدا ہوتا ہے لہٰذا مروجہ طور پر نسوار استعمال کرنا روزہ توڑ دیتا ہے اور اس سے قضاو کفارہ دونوں واجب ہوں گے ❁ قضا یہ ہے کہ روزہ کے بدلے میں ایک روزہ رکھے ❁ کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے جہاں غلام نہ ملتے ہوں یا غلام کے خریدنے پر قدرت نہ ہو وہاں ساٹھ روزے مسلسل رکھے ناغہ نہ ہو ورنہ پھر شروع سے ساٹھ روزے پورے رکھنے ہوں گے اور اگر روزہ کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو پیٹ بھر کر دونوں وقت کھانا کھلائے۔

تراویح کی فضیلت: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے فرض قرار دیے اور میں نے رمضان کی رات میں قیام (یعنی تراویح) کو سنت قرار دیا پس جس شخص نے رمضان کا روزہ رکھا اور رمضان میں قیام کیا (یعنی تراویح پڑھی) ایمان کی حالت میں اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے اخلاص کے ساتھ تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح سے نکل جائے گا جیسا کہ وہ اپنی پیدائش کے وقت تھا (نسائی، ترغیب وترہیب)

تراویح کے مسائل: رمضان المبارک کے پورے ماہ روزانہ بیس رکعات تراویح مرد و عورت دونوں کے لئے سنت موکدہ ہیں۔ بلا عذر تراویح چھوڑنے یا بیس رکعات سے کم پڑھنے والا مرد ہو یا عورت گنہگار ہے بعض مرد حضرات اور اکثر خواتین تراویح کی نماز چھوڑ دیتے ہیں ایسا ہرگز نہ کرنا چاہے اور تراویح کی بیس

رکعات نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت ہیں اور مشرق سے مغرب تک پوری امت مسلمہ میں بیس رکعات کا تعامل رہا ہے۔ لہٰذا آٹھ پر اکتفاء کرنا صحیح نہیں۔ پورے رمضان میں ایک مرتبہ قرآن مجید مکمل کرنا (پڑھ کر یا سن کر) سنت ہے، قرآن مجید مکمل ہو جانے کے بعد تراویح چھوڑ دینا صحیح نہیں۔ کیونکہ دونوں الگ الگ مستقل سنت ہیں۔ تراویح دو دو رکعات کر کے پڑھنا بہتر ہے اور ایک سلام سے چار چار بھی پڑھنا جائز ہے۔ خواتین کو تراویح کی نماز اپنے گھروں میں علیحدہ علیحدہ پڑھنی چاہئے، ان کو مسجد میں پڑھنے کے لئے آنا مکروہ ہے۔ تراویح میں نابالغ لڑکے کو امام بنانا جائز نہیں۔ ڈاڑھی منڈانے یا ایک مٹھی سے کم کرنے والا حافظ اس حرام فعل کی وجہ سے فاسق ہے (خواہ دوسری باتوں میں کتنا نیک ہو) اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی یعنی حرام کے قریب ہے۔ اسی طرح دوسرے گناہوں کا حکم ہے مثلاً غیبت کرنا، مرد کو ٹخنے سے نیچے پائجامہ لٹکانا، گانا سننا، بلا ضرورت تصویر بنوانا، رکھنا، حرام کمانا کھانا ناجائز ملازمت کرنا، ٹی وی دیکھنا، بدعت کا ارتکاب کرنا وغیرہ جو ان گناہوں میں مبتلا ہو وہ فاسق ہے اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ قرآن مجید سنانے پر کسی قسم کی اجرت یا معاوضہ لینا دینا حرام ہے خواہ معاوضہ طے کر لیا جائے، یا رواج ہو کہ کچھ نہ کچھ لینا دینا لازمی سمجھا جاتا ہو اور خواہ اس کو معاوضہ کہا جائے یا تحفہ، ہدیہ، اعانت وغیرہ اور نقدی کی شکل میں دیا جائے یا جوڑے کی صورت میں بہرحال ناجائز ہے اسی طرح ایسے حافظ کو تراویح میں امام بنانا جائز نہیں جس کو نماز کے ضروری مسائل بھی معلوم نہ ہوں کہ کن چیزوں سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور کن چیزوں سے سجدہ سہو لازم ہو جاتا ہے وغیرہ نیز ایسے شخص کے پیچھے تراویح پڑھنا بھی جائز نہیں جس کا تلفظ صحیح نہ ہو اور قرآن مجید کو غلط پڑھتا ہو یا وہ قرآن مجید کو بہت تیز پڑھتا ہو کہ جس سے حروف کٹ جاتے ہوں اور یعلمون تعلمون سمجھ آتا ہو یا نماز کے افعال اتنی جلدی ادا کرتا ہو کہ نماز کے فرائض یا واجبات بھی پورے نہ ہوتے ہو، جہاں ان مذکورہ شرائط کے مطابق حافظ نہ ملے وہاں غیر حافظ کے پیچھے سورہ تراویح پڑھ لی جائے۔ اگر تراویح کی کوئی رکعت فاسد ہو جائے تو اس میں پڑھا ہوا قرآن مجید بھی دہرانا چاہئے، نماز میں پڑھی گئی آیت سجدہ کا اسی نماز میں سجدہ کرنا ضروری ہے اگر اسی نماز میں سجدہ ادا نہ کیا تو نماز کے بعد یہ سجدہ ادا نہ ہوگا اب توبہ واستغفار کے سوا معافی کی کوئی صورت نہیں۔ اگر کوئی تراویح نہ پڑھ سکے اور صبح صادق ہو جائے تو اب اس کی قضاء نہیں، صرف توبہ واستغفار کیا جائے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جو شخص روزہ نہ رکھے وہ تراویح بھی نہ پڑھے یہ غلط ہے، روزہ اور تراویح

دونوں الگ الگ حکم ہیں ایک کی وجہ سے دوسرے کو چھوڑنا صحیح نہیں۔

تسبیح تراویح: ہر چار رکعت تراویح کے بعد کچھ دیر وقفہ کرنا بہتر ہے اس درمیان خواہ خاموش رہے یا دعا کرے یا کوئی ذکر وغیرہ آہستہ آواز میں پڑھے یا تسبیح پڑھ لے لیکن تسبیح تراویح کے نام سے مشہور دعا کو لازمی یا تراویح کی سنت سمجھنا غلط ہے اس کو بآواز بلند پڑھنے سے بھی پرہیز کرنا چاہئے۔ بہت سے لوگ اہم مسائل کو چھوڑ کر صرف تسبیح تراویح کو شائع کرنے کا اہتمام کرتے ہیں یہ بھی حد سے تجاوز ہے۔

لاؤڈ اسپیکر پر تراویح: لاؤڈ اسپیکر کا استعمال بوقت ضرورت اور صرف بقدر ضرورت کرنا چاہئے، آج کل بعض مساجد میں تراویح کے لئے مسجد کا اوپر والا اسپیکر استعمال کیا جاتا ہے۔ جس کی عام طور پر ضرورت نہیں ہوتی۔ اس میں کئی گناہ ہیں (مثلاً قرآن مجید کی بے ادبی، آیت سجدہ سننے والوں پر سجدے کا لازم رہ جانا، عبادت یا آرام میں مشغول یا مریضوں کو خلل اور تکلیف پہنچنا) اس لئے عام حالات میں مسجد کے اندرونی اسپیکر کے استعمال پر اکتفاء کرنا چاہئے۔ ختم قرآن کے موقعہ پر ضرورت سے زیادہ روشنی اور چراغاں کرنا، مووی بنانا، ہاروں کا التزام کرنا یا کسی مقرر کی تقریر کو لازم سمجھنا اور رسمی طور پر چندہ کر کے مٹھائی یا دوسری چیزوں کا اہتمام یا کسی بھی طرح مسجد کی بے حرمتی کرنا صحیح نہیں۔ یہاں مختصر مسائل تحریر کیے گئے ہیں، تفصیل کے لئے ہمارا رسالہ ''رمضان المبارک کے فضائل واحکام ملاحظہ فرمائیں۔

اعتکاف کے مسائل: رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں (بیسویں روزہ کے دن سورج غروب ہونے سے لے کر عید کا چاند نظر آنے تک) جو اعتکاف کیا جاتا ہے یہ مسنون اعتکاف کہلاتا ہے، مسنون اعتکاف کی دل میں اتنی نیت کر لینا کافی ہے کہ ''میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے رمضان کے آخری عشرہ کا مسنون اعتکاف کرتا ہوں'' (عالمگیری) مسنون اعتکاف کی نیت بیس تاریخ کے غروب سے پہلے کر لینی چاہئے۔ مسنون اعتکاف صحیح ہونے کے لئے روزہ ضروری ہے اگر کوئی اعتکاف کے دوران کوئی ایک روزہ نہ رکھ سکے یا اس کا روزہ کسی وجہ سے ٹوٹ جائے تو مسنون اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ البتہ بعض لوگ جو سمجھتے ہیں کہ جس نے پہلے دو عشروں میں پابندی سے روزے نہ رکھے ہوں یا تراویح نہ پڑھی ہو وہ مسنون اعتکاف نہیں کر سکتا یہ غلط ہے۔ اعتکاف کی حالت میں بعض چیزیں جائز بعض مکروہ وممنوع اور ایسی ہیں کہ ان سے ثواب وقبولیت ہی ضائع ہو جاتی ہے۔ لہٰذا ان سے بچنے کا پورا اہتمام رکھیں۔

اعتکاف کی حالت میں جائز کام: ★ کھانا پینا (بشرطیکہ مسجد کو ملوث نہ کیا جائے اور مسجد کا احترام رکھا

جائے)★ سونا ★ بات چیت کرنا (لیکن فضول گوئی سے پرہیز ضروری ہے، شامی)★ نکاح یا کوئی اور عقد کرنا (بحر)★ کپڑے بدلنا ★ خوشبو لگانا ★ سر اور داڑھی میں تیل لگانا ★ کنگھی کرنا بشرطیکہ مسجد، اس کی دیوار، چٹائی وغیرہ تیل اور بالوں سے ملوث نہ ہو (خلاصۃ الفتاوی)★ مسجد میں کسی مریض کا معائنہ کرنا، نسخہ لکھنا یا دوا بتا دینا ★ قرآن کریم یا دینی علوم کی تعلیم دینا اور لینا ★ برتن، کپڑا دھونا، سینا بشرطیکہ مسجد ملوث نہ ہو اور پانی مسجد سے باہر گرے اور خود مسجد میں رہیں ★ ضرورت کے وقت مسجد میں ریح خارج کرنا (شامی)
★ حجامت بنانا (لیکن بال مسجد میں نہ گریں بلکہ کسی کپڑے وغیرہ پر جمع کریں ۔ مگر ڈاڑھی مونڈنا یا ایک مٹھی سے کم کرنا تو ہر حال میں حرام ہے اور رمضان، اعتکاف و مسجد میں ہونے کی وجہ سے اس کا گناہ اور بھی بڑھ جاتا ہے ★ بقدر ضرورت بستر، صابن، کھانے پینے اور ہاتھ وغیرہ دھونے کے برتن اور مطالعہ کے لئے دینی کتب مسجد میں رکھنا، (لیکن اتنا سامان نہ ہو کہ دوکان ہی لگ جائے یا جگہ گھر جانے کی وجہ سے نمازیوں کو تکلیف ہو ★ بقدر ضرورت اپنے اور بال بچوں یا خرید وفروخت سے متعلق باتیں کرنا ★ پیشاب پاخانہ کے لئے جاتے ہوئے کسی کو سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا یا مختصر بات چیت کرنا بشرطیکہ اس کے لئے ٹھہرنا نہ پڑے (مرقاۃ)★ معتکف کو مسجد میں سگریٹ پینا جائز نہیں کم از کم اعتکاف کے دنوں میں تو بالکل چھوڑ ہی دے البتہ اگر کسی کو شدید تقاضا ہو تو پیشاب پاخانہ کے لئے جاتے آتے ہوئے یا بیت الخلاء میں پینے کی گنجائش ہے، لیکن ساتھ ہی اس کی بد بو الا یچی وغیرہ کھا کر یا مسواک کر کے دور کرے مگر صرف منہ صاف کرنے کے لئے مسجد سے باہر نہ ٹھہرے آتے جاتے ہوئے یہ ضرورت پوری کرسکتا ہے یا پھر وضو کے ساتھ منہ صاف کرلے۔

اعتکاف کے ممنوعات ومکروہات:★ بعض چیزیں تو ہر حال میں حرام ہیں اور اعتکاف، رمضان، روزے اور مسجد میں ان کی برائی کئی طرح سے بڑھ جاتی ہے مثلاً غیبت کرنا، چغلی کرنا، لڑنا، لڑانا، جھوٹ بولنا، گالی دینا، جھوٹی قسمیں کھانا، بہتان لگانا، کسی کو ناحق تکلیف پہنچانا، کسی کے عیب تلاش کرنا، کسی کو رسوا کرنا، تکبر اور غرور کی باتیں کرنا، ریا کاری دکھلاوا کرنا، دین کے متعلق بلاتحقیق بحث ومباحثہ اور رائے زنی کرنا وغیرہ (شامی بتصرف)

★ جو باتیں جائز ہوں جن کے کرنے میں نہ عذاب ہے نہ ثواب ہے، بوقت ضرورت، بقدر ضرورت کرنے کی اجازت ہے، بلاضرورت مسجد میں دنیا کی باتیں کرنے سے نیکیاں ضائع ہوجاتی ہیں (درمختار)

★ معتکف کو بلاضرورت کسی شخص کو جائز باتیں کرنے کے لئے بلانا اور باتیں کرنا مکروہ ہے اور خاص اس غرض سے محفل جمانا ناجائز ہے ★ معتکف کو اعتکاف کی حالت میں فحش یا بے کار اور جھوٹے قصے کہانیوں یا اسلام کے خلاف مضامین پر مشتمل لٹریچر، تصویردار اخبارات ورسائل یا اخبارات کی جھوٹی خبریں مسجد میں لانا، رکھنا، پڑھنا سننا جائز نہیں ★ بعض عوام دوست واحباب کے ساتھ کسی ایک جگہ اسلئے اعتکاف میں بیٹھتے ہیں، تاکہ دل لگا رہے اور ایک دوسرے کے ساتھ وقت گزرنا آسان ہو اور پھر اعتکاف میں ہنسی مذاق، فضول گوئی، غپ شپ، دل لگی میں مبتلا رہتے ہیں جو سراسر غلط ہے ★ بعض لوگ شہرت کی غرض سے مشہور مسجد میں اعتکاف کرتے ہیں، جب نیت میں اخلاص نہ رہا تو ثواب کیسے حاصل ہوگا ★ بعض لوگ مسجد کی صفائی کا خیال نہیں رکھتے ★ بعض ضرورت سے زیادہ سامان اور بکھیڑا مسجد میں لے آتے ہیں ★ بعض کو دوسروں کی تکلیف کا احساس نہیں ہوتا آرام کے وقت اونچی آواز سے بات چیت یا ذکر وتلاوت کرتے ہیں یا بجلی وغیرہ جلا کر روشنی کردیتے ہیں جس سے دوسروں کو تکلیف ہوتی ہے یہ سب امور گناہ اور منع ہیں دوسروں کے آرام کے وقت کسی کو تکلیف ہو تو بجلی نہ جلائیں صرف اپنی طرف کی جلائیں یا چھوٹے لیمپ سے کام لیں ★ بعض لوگ مسجد کی بجلی اور پانی، گیس وغیرہ کا بے جا اور فضول استعمال کرتے ہیں جو گناہ ہے، مسجد کی چیزیں بوقت ضرورت اور بقدر ضرورت استعمال کرنی چاہئیں ★ بعض معتکف حضرات دوسرے کی چیزوں کو ان کی اجازت اور خوش دلی کے بغیر استعمال کرلیتے ہیں جو کہ ناجائز ہے۔

ان ضروریات کے لئے نکلنے سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا: ★ پیشاب پاخانے اور استنجے کی ضرورت کے لئے ★ غسل واجب کے لئے، احتلام ہونے سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا پہلے فوراً تیمّم کرلینا چاہئے ★ وضو کرنے کے لئے (وضو کے ساتھ مسواک منجن، صابن اور تولیہ کا استعمال جائز ہے لیکن وضو کے بعد ایک لمحہ باہر نہ ٹھہرے) ★ کھانے پینے کی ضروری اشیاء باہر سے لانے کے لئے جبکہ کوئی اور شخص لانے والا نہ ہو ★ جس مسجد میں اعتکاف کیا گیا ہے اگر اس میں جمعہ کی نماز نہ ہوتی ہو تو دوسری مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے جانا، لیکن ان سب امور میں یہ بات ملحوظ رہنی چاہئے کہ بوقت ضرورت نکلے اور بقدر ضرورت باہر ٹھہرے ★ اگر کوئی معتکف بلاضرورت بھول کر یا جان کر تھوڑی دیر کے لئے بھی مسجد سے نکل جائے تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا **تنبیہ:**۔ صرف ہاتھ دھونے، کلی کرنے، دانت صاف کرنے، برتن

و کپڑے دھونے سگریٹ پینے، مسجد کا بیرونی دروازہ بند کرنے، اور اسی طرح کے دوسرے کاموں کے لئے مسجد سے نکلنے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے جبکہ خاص انہیں ضروریات کے لئے نکلا جائے۔

مسجد کی حدود: معتکف کو مسجد کی حدود اچھی طرح سمجھ لینی چاہیئے جو جگہ خاص نماز پڑھنے کے لئے مقرر کی گئی ہو اور نماز پڑھنے کے سوا اس سے کچھ اور مقصود نہ ہو (جیسے مسجد کا ہال، برآمدہ) اعتکاف کے لحاظ سے صرف اتنا حصہ مسجد کہلاتا ہے۔ اور امام و مؤذن کا حجرہ سامان رکھنے کا کمرہ، استنجاء گاہ، غسل خانہ، مسجد کا بیرونی دروازہ، وضو خانہ، جوتے اتارنے کی جگہ عام طور پر عین مسجد کی حدود میں شامل نہیں ہوتی، لہٰذا بلاضرورت ان جگہوں میں جانے سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ مسجد کی چھت پر جانے کے لئے زینہ کا راستہ اگر عین مسجد کی حدود سے باہر ہوتو وہاں جانے سے بھی اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ البتہ اگر ان میں سے کوئی جگہ عین مسجد میں شامل ہوتو کوئی حرج نہیں۔ پس کسی جگہ کا مسجد ہونا اور چیز ہے اور مسجد کی ضروریات کے لئے وقف ہونا اور چیز ہے۔ اس مسئلہ کو خوب سمجھ لینا چاہیئے۔

اعتکاف کی قضاء: اگر کسی کا اعتکاف ٹوٹ جائے تو صرف اس ایک دن کی قضاء واجب ہے جس دن اعتکاف ٹوٹا ہے اگر دن میں ٹوٹا تو صبح صادق سے سورج غروب ہونے تک روزے کے ساتھ قضاء کرے، اور اگر رات کو ٹوٹا ہے تو پھر رات اور دن دونوں کی قضاء کرے یعنی شام کو سورج غروب ہونے سے پہلے مسجد میں داخل ہو وہاں رہے اگلے دن روزہ رکھے اور غروب کے بعد مسجد سے نکل جائے۔ اگر اعتکاف ٹوٹنے کے بعد رمضان کے کچھ دن باقی ہوں تو ان دنوں میں بھی قضاء کی جاسکتی ہے ورنہ پھر بعد میں کرے

اعتکاف کی چند رسمیں: مندرجہ ذیل رسمیں اعتکاف کرنے والوں میں روز بروز بڑھ رہی ہیں ان سے بچنا بھی ضروری ہے ★ ایک دوسرے کی طرف سے معتکفین کا مقابلہ بازی میں بڑائی کے لئے افطار پارٹی دینا ★ اعتکاف ختم ہونے پر اجتماعی دعا کا خصوصی اہتمام والتزام ★ اعتکاف کرنے والوں کو سوٹ، مٹھائیوں اور دوسری چیزوں سے مبارک باد دینا (اگر رسم اور لازم سمجھے بغیر ہوتو کوئی حرج نہیں مگر ایسا کم ہے) ★ ٹولیوں اور وفد کی شکل میں اعتکاف کرنے والوں کا پرجوش استقبال کرنا پھولوں یا نوٹوں کے ہار ڈالنا، نعرے بازی اور نعت خوانی کے ساتھ واپس لوٹنا ★ اعتکاف کرنے والوں کا چاند نظر آنے پر باہمی معانقہ کا اہتمام کرنا ★ رشتہ داروں کا گھروں میں جمع ہونا ★ اعتکاف کے بعد انفرادی یا اجتماعی تصاویر بنوانا وغیرہ وغیرہ ان تمام رسموں اور شوشا سے بچنا ضروری ہے ورنہ نیکی برباد گناہ لازم ہونے کا اندیشہ ہے۔

شبینہ کا حکم: قرآن کریم کا پڑھنا پڑھانا، سننا سنانا، بڑے اجر وثواب کا باعث ہے لیکن موجودہ دور میں عام طور پر شبینے پڑھنے پڑھانے کا جو سلسلہ چلا ہوا ہے اور اس میں روز بروز مختلف رسمیں ایجاد ہوتی جا رہی ہیں چونکہ ان مروجہ شبینوں میں متعدد خرابیاں پائی جاتی ہیں اور اس قسم کے شبینوں کا صحابہ، تابعین ائمہ دین اور سلف صالحین کسی سے ثبوت نہیں ملتا بلکہ یہ موجودہ دور کی ایجاد ہیں اس لئے مروجہ شبینے ممنوع ہیں، لیکن اگر مندرجہ ذیل شرائط کو ملحوظ رکھ کر پڑھا جائے تو گنجائش ہے (۱) کلام پاک ترتیل سے پڑھا جائے اور تجوید کے قواعد ملحوظ رکھے جائیں (۲) نوافل کے بجائے تراویح میں پڑھا جائے کیونکہ اس طرح نوافل کی جماعت مکروہ ہے (۳) نماز پڑھانے والا امام عاقل بالغ ہو اور فاسق نہ ہو (۴) رضائے الٰہی اور اخلاص مقصود ہو، دکھلاوا، نام ونمود اور شہرت کا قطعاً شائبہ نہ ہو (۵) قرآن کریم سنانے پر شرط لگا کر یا رواج ہوتے ہوئے بغیر شرط لگائے بھی کسی قسم کی اجرت اور معاوضہ نہ لیا دیا جائے (۶) تمام شرکاء شوق اور ذوق کے ساتھ اس میں شرکت کریں (۷) نماز، قرآن مجید اور مسجد کا پورا احترام ملحوظ رکھیں (بعض لوگوں کا جماعت میں کھڑے ہونا اور بقیہ کا بیٹھے یا لیٹے رہنا یا بات چیت کرنا، چائے قہوہ وغیرہ کے دور میں مشغول رہنا بھی جماعت اور قرآن کریم کے ادب کے خلاف ہے خواہ رکوع میں شامل ہو جائیں (۸) اوپر کا (بیرونی اور بڑا) لاؤڈ اسپیکر استعمال نہ کیا جائے بلکہ آواز کو نمازیوں تک محدود رکھا جائے (۹) ضرورت سے زیادہ لائٹنگ (Lighting) چراغاں اور ہر طرح کے اسراف وفضول خرچی سے پرہیز کیا جائے (چوری کی بجلی کا اس طرح استعمال دوہرا گناہ ہے) (۱۰) مروجہ طریقہ پر رسمی چندہ سے پرہیز کیا جائے (۱۱) اختتام پر بغیر چندہ کے بھی مٹھائی وغیرہ کو لازم نہ سمجھا جائے (۱۲) ہر قسم کی خرافات، رسم ورواج سے بچا جائے۔ تجربہ اور مشاہدہ یہ ہے کہ ان تمام شرائط کا آج کل عام طور پر خیال اور اہتمام نہیں کیا جاتا لہٰذا مروجہ شبینے ناجائز اور واجب الترک ہیں (والتفصیل فی اصلاح الرسوم، امداد الفتاویٰ، احسن الفتاویٰ وغیرہ)

نوٹ: ۔عشرہ اخیرہ اور خاص کر طاق راتوں میں زیادہ سے زیادہ عبادت کا اہتمام کرنا چاہئے لیکن اجتماعی عبادت یا کوئی خاص طریقہ اپنی طرف سے عبادت کا گھڑ لینا صحیح نہیں۔ عید کی تیاری کے لئے رمضان کے قیمتی اوقات ضائع کرنا اور عورتوں کا بن سنور کر بازاروں کا طواف کرنا سخت گناہ اور رمضان کی بے حرمتی ہے۔

جمعۃ الوداع: ★ بعض لوگ رمضان المبارک اور خاص کر جمعۃ الوداع میں قضاء عمری کے نام سے

چندرکعتیں پڑھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ذمہ میں قضاء شدہ نمازیں اس طرح ادا ہو جاتی ہیں یہ سراسر غلط ہے شریعت میں اس قسم کا کوئی ثبوت نہیں ★ اسی طرح بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ رمضان یا آخری جمعہ کو جو کپڑا پہنا جائے وہ بے حساب ہو جاتا ہے، یہ بھی غلط ہے ★ بعض لوگ صرف آخری جمعہ کا روزہ رکھ لیتے ہیں اور باقی روزوں کا اہتمام نہیں کرتے ★ جبکہ بعض لوگ صرف جمعہ کو مسجد وغیرہ میں افطاری بھیجنے کا اہتمام کرتے ہیں جو زیادہ ہونے کی وجہ سے ضائع ہوتی ہے ★ بعض حضرات جمعۃ الوداع کو نعتیہ انداز میں وداع وفراق کے مضامین بڑے اہتمام سے پڑھتے ہیں جس کا ثبوت نہیں اس لئے بدعت ہے (بہشتی گوھر) ★ کچھ لوگ جمعۃ الوداع کو عیدالفطر کی طرح سمجھتے ہیں، یہ بھی غلط ہے (رمضان المبارک کے تفصیلی فضائل ومسائل کے لئے ادارہ غفران کی مطبوعہ کتاب ''رمضان المبارک کے فضائل واحکام'' ملاحظہ فرمائیں)

صدقۂ فطر کے مسائل

جو مسلمان اتنا مالدار ہو کہ اس پر زکوٰۃ فرض ہو یا زکوٰۃ فرض نہ ہو لیکن اس کی ملکیت میں ضروری سامان سے زائد کم از کم اتنا مال وسامان ہو جس کی مجموعی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو، ایسے شخص پر اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے صدقۂ فطر (فی کس پونے دو کلو اور احتیاطاً سوا دو کلو گندم یا اس کی قیمت) ادا کرنا واجب ہے ★ ٹی وی، وی سی آر جیسی خرافات ضروری سامان میں داخل نہیں اس لئے ان کی قیمت بھی حساب میں لگائی جائے گی ★ بیوی کی طرف سے شوہر پر اور بالغ اولاد کی طرف سے والدین پر صدقۂ فطر لازم نہیں ★ صدقۂ فطر عید کی نماز سے پہلے ادا کر دینا بہتر ہے، اور اگر کسی نے پہلے ہی رمضان میں یا رمضان سے بھی پہلے ادا کر دیا تب بھی ادا ہو جائے گا ★ اگر کسی نے صدقۂ فطر نہیں دیا اور عید کا دن بھی گزر گیا تو بھی لازم رہے گا معاف نہیں ہوگا، بہرحال جب تک ادا نہیں کیا جائے گا ذمہ میں لازم رہے گا ★ لوگوں میں مشہور ہے کہ جس نے روزے نہ رکھے ہوں اس پر صدقۂ فطر نہیں یہ غلط ہے ★ جس غریب کے پاس اتنا مال نہ ہو جس کی وجہ سے صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے ایسے غریب کو صدقۂ فطر دیا جاسکتا ہے ★ صدقۂ فطر کا غریب کو مالک بنا کر دینا ضروری ہے مگر بتا کر دینا ضروری نہیں ★ ایک شخص یا ایک سے زیادہ افراد کا صدقۂ فطر ایک غریب یا کئی غریبوں کو دینا جائز ہے۔

عید کارڈ: عید کارڈ کی رسم سراسر فضول خرچی ہے جو قرآن وسنت کی رو سے حرام ہے اور یہ عیسائیوں کے

کرسمس کارڈ کی نقل بھی ہے جبکہ کافروں اور اللہ کے باغیوں کی نقل اتارنا اور ان کی مشابہت اختیار کرنا عظیم گناہ ہے، علاوہ ازیں آج کل اس میں اور بھی بہت سی برائیاں اور گناہ جمع ہیں (تفصیل کا موقع نہیں) لہٰذا عید کارڈ کا بھیجنا اور بھجوانا جائز نہیں اس سے پرہیز واجب ہے اور اس میں پیسہ خرچ کرنا جائز نہیں، ہزاروں بندگان خدا روزہ کی نعمت سے محروم ہیں زکوٰۃ اور صدقۂ فطر ادا نہیں کرتے غریب نان شبینہ تک کے محتاج ہیں مگر عید کارڈ کی وباء سے اپنے آپ کو نہیں بچاتے۔

عید کی رات: عید کی رات بڑی اہم اور فضیلت والی رات ہے، احادیث میں اس رات کے بڑے فضائل آئے ہیں، مگر افسوس کہ آج لوگوں نے اپنے آپ کو ان سب فضیلتوں سے محروم کیا ہوا ہے بلکہ اس رات کو طرح طرح کی لغویات، فضولیات، سیر و تفریح، گانے بجانے وغیرہ جیسی خرافات کی نظر کر کے نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق کیا ہوا ہے، زیادہ عبادت اس رات میں کوئی نہ کر سکے تو کم از کم عشاء باجماعت پڑھ کر سو جائے اور فجر باجماعت اٹھ کر ادا کر لے، عید کے دن فجر کی نماز عموماً باجماعت نہیں پڑھتے بلکہ قضاء تک ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے عید کی ایک اہم سنت یعنی صبح سویرے اٹھنا بھی فوت ہو جاتی ہے، عید کا چاند نظر آنے پر آتش بازی یا اسلحہ سے خوشی کا اظہار کرنا گناہ ہے۔

عید کے دن مسنون اعمال: صبح کو بہت سویرے اٹھنا ★ شریعت کے موافق آرائش کرنا ★ غسل کرنا ★ مسواک کرنا ★ عمدہ کپڑے جو میسر ہوں پہننا مگر تکبر اور فخر کی نیت نہ ہو اور حد سے نہ بڑھا جائے نہ ہی اس کے لئے قرض لیا جائے بلکہ اعتدال ہو ★ عید کی نماز کے لئے جلدی پہنچنا ★ کوئی عذر نہ ہو تو عید گاہ میں نماز ادا کرنا (امام کا صحیح العقیدہ اور متبع سنت نہ ہونا بھی عذر ہے) ★ نماز عید سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھا لینا لیکن بعض لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ عید کی رات میں روزہ ہوتا ہے اور وہ صبح کو میٹھی چیز سے افطار کیا جاتا ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ★ عید کی نماز سے پہلے صدقۂ فطر ادا کر دینا ★ جس راستہ سے جائیں اس کے علاوہ سے واپس آنا ★ پیدل جانا ★ راستے میں آتے جاتے آہستہ آہستہ **اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْد** پڑھنا۔ **تنبیہ:** داڑھی ایک مٹھی سے کم کرنا ★ شیو کرنا ★ خلافِ شرع فیشن نما کپڑے پہننا، شلوار وغیرہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانا ★ بالوں وغیرہ کی کٹنگ انگریزی طرز پر کرنا شریعت کے موافق آرائش میں داخل نہیں کہ یہ عید کی سنت ہو بلکہ گناہ ہے اسی طرح عید کے دن پڑوسی اور نامحرم عورتوں سے اجنبی مردوں کا عیدی ملنا اور بے محابا سامنے آنا جانا ناجائز ہے اور جسم کو چھونا دوسرا گناہ

ہے ★ عید کے دن خاص سویوں یا عیدی کے لین دین کو عید کی سنت قرار دینا یا لازم سمجھنا جائز نہیں سنت اور لازم سمجھے بغیر خالی الذہن ہو کر جائز ہے ★ خاص عید کے دن قبرستان جانا عید کی سنت نہیں لہٰذا اس کا اہتمام والتزام اور عید کی سنت یا حصہ سمجھنا اور نمازِ عید کی طرح اس کا اہتمام کرنا جائز نہیں (کذافی فتاویٰ محمودیہ ج ۲) مگر عورتوں کا تو آج کے ماحول میں عید کے علاوہ بھی قبرستان جانا جائز نہیں اور اس میں کئی خرابیاں جمع ہیں (شامی) ★ بعض لوگ پہلی عید پر فوتگی والے گھر میں جانا ضروری سمجھتے ہیں اور فوتگی والے گھر کے افراد خوشی منانا اور اچھے کپڑے پہننا معیوب سمجھتے ہیں، یہ دونوں باتیں شرعاً ثابت نہیں عوام کی خودساختہ ہیں لہٰذا ان سے بچنا چاہئے۔ فجر کے بعد عید کی نماز سے پہلے کوئی نفل نماز نہیں ہے اور عید کی نماز کے بعد اسی جگہ کوئی نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے۔ البتہ بعد میں گھر آ کر جائز ہے۔

عید کی مبارک باد: عید کی مبارک باد دینا (تحریری ہو یا زبانی یا بذریعہ فون) اگر تمام خرابیوں سے خالی ہو نہ اس کو فرض، واجب یا سنت سمجھا جائے اور نہ اس کے ساتھ فرض، واجب یا سنت والا معاملہ کیا جائے اور جو اس کا اہتمام نہ کرے اس کو برا بھلا اور معیوب نہ کہا و سمجھا جائے۔ اور جب ملاقات ہو تو پہلے باقاعدہ مسنون سلام کیا جائے۔ اس کے بعد عید مبارک ہو یا اس جیسا کوئی لفظ کہہ دیا جائے تو جائز اور دعا ہونے کی بناء پر ثواب ہے لیکن اگر اس میں حد سے تجاوز کیا جائے مثلاً سنت سمجھا جائے یا فرض وواجب کی طرح اس کو ضروری سمجھا جائے، اور مبارک باد نہ دینے والے کو معیوب سمجھا جائے اور اس طرح اس کے درجہ سے بڑھا دیا جائے تو پھر مکروہ وممنوع ہے (شامی)

عید کے دن مصافحہ ومعانقہ: معانقہ (گلے ملنا) اور مصافحہ (ہاتھ ملانا) نماز یا خاص عید کے دن کی سنت نہیں لہٰذا اس کو عید کی سنت یا لازم سمجھنا بدعت وناجائز ہے، احادیث اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس کا ثبوت نہیں (طبرانی، الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۴۳۳)

عید کے بعد چھ روزے: عید کے بعد چھ روزے رکھنے کی حدیث میں فضیلت آئی ہے۔ یہ روزے شوال کے مہینے میں لگاتار یا وقفہ وقفہ سے رکھنا جائز ہے، اور فوراً عید کے اگلے روز سے رکھنا بھی ضروری نہیں (عیدالفطر اور ماہِ شوال سے متعلق تفصیلی فضائل ومسائل کے لئے ادارہ غفران کا مطبوعہ رسالہ ''ماہِ شوال اور عیدالفطر کے فضائل واحکام'' ملاحظہ فرمائیں)

□□□□□

مقالات و مضامین مفتی محمد رضوان

زکوٰۃ کے اہم مسائل (دوسری وآخری قسط)

زکوٰۃ کی ادائیگی سے متعلق احکام

✪ زکوٰۃ ادا ہونے کے لئے دل میں نیت ضروری ہے، زبان سے کہنا ضروری نہیں (اگر کسی مستحق کو زکوٰۃ کی نیت سے رقم دی لیکن اس پر یہ ظاہر نہیں کیا کہ یہ زکوٰۃ ہے بلکہ ہدیہ، تحفہ وغیرہ کے عنوان سے زکوٰۃ دی تب بھی زکوٰۃ ادا ہوجائے گی)✪ زکوٰۃ ادا ہونے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ کسی مستحق کو زکوٰۃ مالکانہ طور پر دی جائے (جس سے اس کی ملکیت ثابت ہوجائے اور غریب اس میں جس طرح سے چاہے تصرف کرسکے) یہ مسئلہ خوب اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے اور اہل علم حضرات سے اس کی خوب تحقیق کر لینی چاہئے کہ جس طرح زکوٰۃ دی جارہی ہے اس سے غریب کی ملکیت بھی ثابت ہورہی ہے یا نہیں✪ زکوٰۃ سال پورا ہونے سے پہلے پیشگی (ایڈوانس) بھی ادا کی جاسکتی ہے اور سال کے دوران تھوڑی تھوڑی کر کے مناسب موقعوں پر بھی خرچ کی جاسکتی ہے لیکن سال پورا ہونے کے وقت جتنا مال ہو اس سب کی ادائیگی ہوجانی چاہئے ،جس کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اندازے سے زکوٰۃ ادا کردی جائے اور اس کا سارا حساب (ریکارڈ) محفوظ رکھا جائے ،پھر سال پورا ہونے کے وقت مال کی مقدار کا حساب کرلیا جائے پھر اگر مزید ادائیگی باقی ہو تو اس کو اب ادا کردیا جائے✪ اگر کسی نے زکوٰۃ ادا نہیں کی اور ایک یا کئی سال کی زکوٰۃ اس کے ذمہ میں باقی ہے تب بھی زکوٰۃ ادا کرنا لازم رہے گا وقت گزرنے سے زکوٰۃ معاف نہیں ہوگی ✪ اگر کسی شخص نے کئی سالوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کی اور اب وہ گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنا چاہتا ہے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے سال کی زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد جو سرمایہ باقی بچا ہے دوسرے سال صرف اس کی زکوٰۃ ادا کرے پھر اس کے بعد جو سرمایہ باقی ہے تیسرے سال اس کی زکوٰۃ ادا کرے اسی طرح گزشتہ تمام سالوں کا حساب کرتا رہے✪ زکوٰۃ کا مستحق وہ مسلمان (غیر سید) شخص ہے کہ جس پر نہ تو خود زکوٰۃ فرض ہو اور نہ ہی اس کی ملکیت میں روزمرہ استعمال کی چیزوں سے زیادہ اتنا سامان ہو کہ تنہا اس کی مالیت یا اس کو زکوٰۃ کے چاروں چیزوں یا کسی ایک کے ساتھ ملا کر ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت نہ بن سکے۔خلاصہ

یہ ہے کہ زکوٰۃ کے واجب ہونے کے نصاب میں تو صرف چار قسم کے مالوں (یعنی سونا، چاندی، روپیہ پیسہ ،تجارت کا مال) کا اعتبار کیا جاتا ہے لیکن زکوٰۃ کا مستحق ہونے کے لئے ان چار چیزوں کے علاوہ پانچویں چیز (ضرورت سے زیادہ سامان) کو بھی شمار کیا جاتا ہے ✪ جن رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں وہ یہ ہیں (۱) اپنے اصول: یعنی جن سے پیدا ہوا ہے (ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی) (۲) اپنے فروع: یعنی جو اس سے پیدا ہوئے ہیں (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسہ، نواسی) (۳) میاں بیوی ایک دوسرے کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ ان تین قسم کے رشتہ داروں کے علاوہ ہر ایک رشتہ دار مستحق کو زکوٰۃ دینا جائز ہے (مثلاً بہن، بھائی، چچا، چچی، پھوپا، پھوپی، بھتیجا، بھتیجی، بھانجا، بھانجی وغیرہ جب کہ یہ لوگ زکوٰۃ کے مستحق ہوں) ✪ اہل حق علماء کی زیر نگرانی دینی مدارس وجامعات دین کی اشاعت اور بقاء کا اور دین کی حفاظت کا ذریعہ ہیں (اور زکوٰۃ کا اس وقت میں عمدہ مصرف ہیں) ان حالات میں ان کے ساتھ تعاون بہت بڑی نیکی ہے اور ان کی طرف سے کسی کی زکوٰۃ یا صدقہ وغیرہ قبول کر لینا دینے والے کی نیک بختی اور خوش نصیبی ہے نہ کہ ان پر کوئی احسان ہے مسلمان کی سعادت اور خوش بختی کی نشانی یہ ہے کہ از خود ان کو اپنا مال پیش کرے۔ لیکن یہاں بھی اچھی طرح دیکھ بھال کر لینا چاہئے۔ آج کل بعض لوگوں نے دینی مدارس اور جامعات کے نام پر چندہ جمع کرنے کا کاروبار بنالیا ہے، لہٰذا ہر کس وناکس کو مدرسہ اور جامعہ کے نام پر چندہ دینے سے احتیاط کرنی چاہئے۔

زکوٰۃ کے بارے میں چند اہم رائج غلط فہمیاں

✪ بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ زکوٰۃ فرض ہونے کے لئے علیحدہ علیحدہ ہر مال پر سال گزرنا ضروری ہے، یعنی جو مال جس وقت بھی آجائے اسی وقت سے اس کا سال شروع ہوتا ہے، حالانکہ سال گزرنے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ ہر مال پر الگ الگ سال گزرے، بلکہ ایک مرتبہ جب انسان نصاب کا مالک بن گیا تو اس وقت سے اس کا سال شروع ہو جائے گا، پھر اس کے بعد سال پورا ہونے سے پہلے پہلے (خواہ ایک ہی دن پہلے) جو بھی مال (روپیہ پیسہ، سونا، چاندی، تجارت کا مال) آئے اور سال پورا ہونے کے وقت اس کے پاس موجود ہو اس سب کی زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہوگی البتہ سال پورا ہونے سے پہلے پہلے جو مال ضروریات میں استعمال کر لیا (مثلاً اس رقم سے گھر بنالیا یا کھا پی کر استعمال کر لیا) اس کی زکوٰۃ لازم نہیں۔

✪ کیا زکوٰۃ معذور کا حق ہے؟

بعض لوگ زکوٰۃ کا مستحق ہونے کے لئے معذور ہونے کو بنیاد بناتے اور زکوٰۃ کے لئے معذور انسان کی تلاش کرتے ہیں۔جبکہ زکوٰۃ کا مستحق ہونے کے لئے شرعاً معذور ہونا ضروری نہیں بلکہ غریب و مسکین ہونا ضروری اور کافی ہے،اب اگر کوئی شخص غریب ہے مگر معذور نہیں تو وہ زکوٰۃ کا حق دار ہے اور اگر کوئی انسان معذور تو ہے مگر غریب نہیں تو اس کو زکوٰۃ کا مستحق سمجھنا غلط ہے، دنیا میں بہت سے انسان ایسے ہیں کہ جو معذور تو ہیں مگر غریب نہیں ہیں،اس لئے وہ زکوٰۃ کے حقدار نہیں ہیں،اور بہت سے انسان ایسے ہیں جو معذور تو نہیں ہیں مگر غریب ہیں اس لئے وہ زکوٰۃ کے مستحق اور حق دار ہیں،اور کیونکہ معذور لوگوں کو زکوٰۃ کا مستحق سمجھ کر آج کل لوگ خود ہی زکوٰۃ وغیرہ دیتے رہتے ہیں اور اس کے برخلاف جو سفید پوش اور غیر معذور غریب ہوتے ہیں ان کو زکوٰۃ نہیں دیتے،اس لئے ہمارے معاشرے میں آج کل معذور لوگ کم زکوٰۃ کے مستحق اور سفید پوش غریب زیادہ مستحق ہوتے ہیں،اس لئے جب زکوٰۃ دیں تو معذوری اور بیماری وغیرہ کو اصل بنیاد بنانے کے بجائے اصل مستحق ہونے کی جستجو کریں اور پھر مستحق معلوم ہونے کی صورت میں زکوٰۃ ادا کریں۔

✪ کیا زکوٰۃ کا مستحق ہونے کے لئے عورت کا بیوہ ہونا ضروری ہے؟

اسی طرح جس عورت کو زکوٰۃ دی جائے اس کا غریب ہونا کافی ہے، بیوہ ہونا ضروری نہیں اور یہ بات ممکن ہے کہ ایک عورت بیوہ ہو اور وہ زکوٰۃ کی مستحق نہ ہو بلکہ خود اسی پر اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہو۔اور اس کے برخلاف یہ بھی ممکن ہے کہ ایک عورت شادی شدہ ہو اور اس کا شوہر زندہ ہو اور کمائی بھی کرتا ہو لیکن وہ عورت غریب اور زکوٰۃ کی مستحق ہو۔لہٰذا زکوٰۃ کی مستحق ہونے کے لئے عورت کا بیوہ ہونا بھی ضروری نہیں بلکہ یہاں بھی غریب ہونا ہی اصل بنیاد ہے۔

✪ زکوٰۃ سے لڑکی کا جہیز تیار کرنا

ہمارے معاشرے میں جہیز کی رسم ایک وبائی صورت اختیار کرگئی ہے جو لوگ جہیز کی رسم پوری کرنے کی قدرت واستطاعت رکھتے ہیں وہ تو اس کو کوئی عیب ہی نہیں سمجھتے،اور جو خود قدرت نہیں رکھتے وہ دوسرے لوگوں کے سامنے سوالی اور بھکاری بن کر اور زکوٰۃ وصدقات وغیرہ جمع کر کے اور بلکہ اس غرض کے لئے

چوری ڈکیتی وغیرہ جیسے جرائم کا ارتکاب کر کے اس رسم کے پورا کرنے کا انتظام کرتے ہیں، اور خود دوسرے امیر لوگ بھی غریب لڑکیوں کو جہیز تیار کرانے میں مدد کرنے اور زکوٰۃ وصدقات اس مصرف میں لگانے کو بہت بڑی عبادت خیال کرتے ہیں، ان ملے جُلے افراد کے مختلف نوعیّتوں سے اس رسم کے ارتکاب اور تعاون کے طرزِ عمل کا نتیجہ یہ ہے کہ اب دولہا اور اس کے اہلِ خانہ جہیز کو اپنا حق سمجھنے لگے ہیں اور کُھلے بندوں اس کی فرمائش کرتے اور خود ہی اپنی مطلوبہ چیزوں کا مطالبہ اور ڈیمانڈ کرتے ہیں، بلکہ ان کی تفصیلات کی فہرست بھی پیش کرتے ہیں۔ جبکہ شرعی اعتبار سے نکاح ہونے کے بعد بیوی کے بھی سارے نان ونفقہ کی ذمہ داری شوہر کے ذمہ عائد ہوجاتی ہے، یہاں تک کہ عورت کے لباس، اس کی رہائش، اس کی غذا وغیرہ سب ضروریات کا انتظام شوہر کے ذمہ ہوتا ہے، اگر نکاح کے بعد لڑکی کے والدین اپنا لباس اتروا کر شوہر کو اس بات کا پابند کریں کہ اب وہ اپنا لباس پہنائیں اور خود لباس کا انتظام کریں تو بھی یہ کہنا درست ہوگا۔ ان حالات میں جہیز بنانے میں تعاون کرنے کے بجائے اس رسم کو ختم کرنے کی کوشش کرنا زیادہ ضروری ہے مگر بے شمار لوگ اس رسم کو ختم کرنے کے بجائے اس رسم میں تعاون کرتے ہیں اور انتہا یہ کہ زکوٰۃ کی مد سے جہیز کی رسم پوری کرنے کا انتظام بھی کرتے ہیں، افسوس کہ جس رسم کو ختم کرنے کی ضرورت تھی اس کو تو ختم کرنے میں تعاون نہ ہوسکا اور الٹا زکوٰۃ وغیرہ سے اس رسم کو فروغ دینا شروع کردیا اور امیر لوگوں کا اصل تعاون غریب لڑکیوں کے ساتھ یہ ہے کہ خود آگے بڑھ کر ان سے نکاح کریں اور جہیز کی رسم کو ختم کریں، نہ یہ کہ خود تو اسے ختم نہ کرسکیں اور جن کے پاس اس رسم کے انجام دینے کا انتظام نہ ہو ان کو بھی ختم نہ کرنے دیں اور اس رسم میں تعاون کریں، اس کے علاوہ جہیز میں عموماً غیر ضروری اور قیمتی قیمتی چیزیں دی جاتی ہیں، ایک طرف تو غریبوں کی بالکل ابتدائی ضروریات کا انتظام نہیں ہوتا دوسری طرف جہیز میں اعلیٰ اور نئی وقیمتی بڑی بڑی چیزوں کا زکوٰۃ سے انتظام کیا جاتا ہے، یہ کہاں کی عقلمندی ہے؟ بعض اوقات کئی کئی افراد جہیز کی رسم پوری کرنے کے لئے زکوٰۃ سے تعاون کرتے ہیں اور ایک مرحلہ پر خود اس غریب کے پاس جہیز کی تیاری کے لئے رکھی ہوئی رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہوجاتی ہے اس کے بعد دوسرے لوگ زکوٰۃ کی مد سے ان کا تعاون کرتے ہیں، اس صورت میں تو سرے سے زکوٰۃ ادا ہی نہیں ہوتی۔ اس لئے جہیز کی رسم میں تعاون کرنے کی خاطر زکوٰۃ خرچ کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے اور اس کے بجائے اس رسم ہی کو ختم کرنے کی کوششیں کرنی چاہئیں، جس کی اصل ذمہ داری امیروں اور غریبوں دونوں ہی قسم کے افراد پر عائد ہوتی ہے۔

سلسلہ : نبیوں کے سچے قصے

مولانا محمد امجد

حضرت نوح علیہ السلام (دوسری وآخری قسط)

حضرت نوح علیہ السلام کی مناجات کے چند بول ملاحظہ ہوں جو سورہ نوح میں مذکور ہیں:
"رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَهَارًا" اے میرے رب میں اپنی قوم کو رات دن (مسلسل) بلاتا رہا "فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَائِیْ اِلَّا فِرَارًا" پھر وہ میرے بلانے سے اور زیادہ بھاگنے (بدکنے) لگے "وَاِنِّیْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْا اَصَابِعَهُمْ فِیْ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوْا اسْتِكْبَارًا" اور میں نے جب کبھی ان کو بلایا تاکہ تو ان کو بخشے تو دینے لگے انگلیاں اپنے کانوں میں اور ڈھانپنے لگے اپنے آپ کو کپڑے سے (بطور اظہارِ بیزاری کے) "ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا" پھر میں نے ان کو کھلم کھلا بلایا "ثُمَّ اِنِّیْ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا" پھر میں نے ان کو علی الاعلان بھی دعوت دی اور (ایک ایک کو) راز داری اور علیحدگی میں بھی دعوت دی۔
(چند آیتیں چھوڑ کر پھر آگے فرمایا) "قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِیْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ یَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗ اِلَّا خَسَارًا" کہا نوح نے! اے میرے رب انہوں نے میرا کہنا نہ مانا اور ان (رئیسوں اور قوم کے سرداروں) کی بات مانی جن کو اپنے مال واولاد سے سوائے خسارے کے کچھ ہاتھ نہ آیا "وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا" اور (حق کے مقابلے میں) انہوں نے بڑے داؤ پیچ آزمائے (چند آیتیں چھوڑ کر پھر فرمایا) "وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِیْنَ دَیَّارًا" اور کہا نوح نے اے میرے رب! نہ چھوڑ زمین پر کافروں کا ایک بھی آباد گھر۔
تب اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم دیا یہ بہت بڑی دیو ہیکل کشتی تھی جس کے بنانے کی صنعت بھی خود اللہ تعالیٰ نے آپ کو تعلیم فرمائی اور آپ نے وحی الٰہی کی رہنمائی میں یہ کشتی ترتیب دی، بعض تاریخی روایات میں اس کشتی کی پیمائش ۳۰۰ گز لمبائی اور ۳۰ گز اونچائی مذکور ہے (ابن کثیر بحوالہ سیرت انبیائے کرام)
کشتی بنانے کے دوران بھی قوم ان سے ٹھٹھہ اور مذاق کرتی رہی کہ اب نوح کی عقل بھی جاتی رہی، خشکی پر کشتی چلانے کے منصوبے بنا رہا ہے وغیرہ وغیرہ، کشتی تیار ہونے پر آپ کو حکم ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ کے حکم

سے خلافِ عادت معجزاتی طور پر گھروں کے چولہوں، تنوروں سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑیں تو یہی ہمارے عذاب کا وقت ہوگا، پس اس وقت مؤمنین اور اپنے اہل وعیال کو اور دیگر انسان کے کام آنے والے حیوانات کے ایک ایک جوڑے کو کشتی پر سوار کرلو (بظاہر یہ حیوانات اڑنے والے اور بحری جانوروں کے علاوہ ہونگے، کیونکہ ان کے بچاؤ کے لئے اس اہتمام کی ضرورت نہ تھی جیسا کہ ظاہر ہے، بعض سوانح نگاروں نے اس احتمال کو جزم ویقین کے ساتھ لکھا ہے) چنانچہ حسبِ حکم جب عذاب کا وقت آیا آپ مؤمنین کی جماعت کے ہمراہ جن میں آپ کے اہلِ خانہ بھی تھے (بجز آپ کی بیوی واغلہ کے اور آپ کے بیٹے کنعان کے جو ایمان کی دولت سے محروم تھے) کشتی میں سوار ہوئے بعض روایات کے مطابق تمام درختوں کی نوع کو بھی ساتھ سوار کیا گیا تھا (ابن عساکر عن علی، جامع صغیر، باب حرف الھاء، قال السیوطی صحیح) پھر جو پانی کا طوفان آیا اس کی ہولناکی اور عالمگیری کا کچھ اندازہ قرآن مجید کے ان الفاظ سے لگایا جاسکتا ہے " فَفَتَحْنَا اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ وَفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا" (پس ہم نے آسمان کے دھانے کھول دیے موسلا دھار بارش کے ساتھ اور زمین سے چشمے جاری کردیے، ظاہر ہے کہ جس طوفان کی شروعات ہی آگ کے منبع (تنور وچولہے) کا پانی کا سرچشمہ بننے کے خلافِ عادت اور محیر العقول شکل میں ہوئی ہوں اس کے اگلے مرحلے اپنے جلو میں کیا کیا حشر سامانیاں لے کے آئے ہونگے، پہاڑوں کی چوٹیاں تک پانی میں غوطہ زن تھیں جیسا کہ نوح علیہ السلام کے آخری وقت میں اپنے بیٹے کنعان کے ساتھ مکالمہ سے واضح ہوتا ہے کہ آپ نے شفقتِ پدری سے متأثر ہوکر طوفان کی موجوں میں بیٹے کو پکارا "يٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ" اے بیٹے! ہمارے ساتھ سوار ہوجا اور کافروں کا ساتھی مت بن، بیٹے کی شقاوت اور بدبختی اس وقت بھی آڑے آئی جواب دیا "سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ" کہ میں پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا جو مجھے پانی سے بچالے گا، نوح علیہ السلام نے فرمایا "لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ" آج کے دن اللہ کے فیصلے سے کوئی بچانے والا نہیں الا یہ کہ اللہ تعالیٰ خود کسی پر رحم فرمائیں۔ اسی دوران ایک موج باپ بیٹے میں حائل ہوگئی اور بیٹے کو لے ڈوبی، پانی کی یہ موجیں خود پہاڑوں جیسی بڑی بڑی تھیں جیسے کہ قرآن میں صراحت ہے "تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ"۔ ترجمہ: کشتی ان کو لے کر پہاڑ جیسی موجوں میں چلتی رہی۔ لہٰذا پہاڑ ان کے سامنے کیا بیچتے تھے کہ کسی کو بچاتے، پہاڑ جیسی موجوں کے دوش بدوش ایک عرصہ تک سفینۂ نوح سفینۂ نجات بن کر حراماں حراماں چلتا

Idara Ghufran

رہا، جب قضاوقدر کا فیصلہ نافذ ہوکر پورا ہوگیا تو بحکمِ خداوندی زمین اپنا پانی نگل گئی اور آسمان نے اپنے دھانے بند کر دیے، پانی اتر گیا، کشتی جودی پہاڑ پر جا کر ٹھہر گئی جو کہ الف لیلائی خطہ سرزمین بابل ونینوا (سرزمین عراق) یعنی وادئ دجلہ وفرات میں واقع ہے اور یہ جودی پہاڑ ''ارارط'' کے پہاڑی سلسلہ کا ایک پہاڑ ہے (صاحبِ قصص القرآن نے اس پہاڑی سلسلہ کا محلِ وقوع دیارِ بکر سے لے کر بغداد تک قرار دیا ہے) ساکنانِ کشتی نے طوفانِ بلا کے بعد دوسری بار امن وسلامتی کے ساتھ خدا کی زمین پر قدم رکھا، انھوں نے ہی پھر انسانی دنیا بسائی، اکثر حضرات محققین، مفسرین ومؤرخین حضرت نوح علیہ السلام کو ہی بعد کی انسانی نسلوں کا باپ قرار دیتے ہیں کہ آپ کی اولاد ہی سے انسانی نسل آگے چلی، اس بناء پر آپ کو ''آدمِ ثانی'' بھی کہا جاتا ہے، آپ کے تین بیٹوں حام، سام، یافث سے آگے توالد وتناسل کا سلسلہ چلا ہے، جس کی ترتیب مورخ ابنِ خلدون نے یوں بیان کی ہے ''سام ابو العرب والفارس والروم (خصوصاً حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی اولاد جس میں تمام بنی اسرائیل شامل ہیں، سام کی اولاد سے ہیں) اور یافث ابوالترک والصین (چین) ویاجوج ماجوج اور حام ابوالقبط والسودان والبربر (پرانی تقسیم کے مطابق مشرق ومغرب کے اقوام کے اصولی انساب یہی تھے، مرورِ زمانہ سے یہ قومیں شاخ درشاخ ہوکر اب نئے ناموں سے معروف ہیں)'' چوتھا بیٹا کنعان بوجہ کفر کے طوفان میں غرقاب ہوا، ایک پانچویں بیٹے عابر کا بھی ذکر ملتا ہے جو طوفان سے پہلے ہی فوت ہوگیا تھا۔

یہاں تک حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ کے ضروری اور قابلِ ذکر اجزاء ختم ہو جاتے ہیں (مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہوں، قصص القرآن، سیرت انبیاء کرام، تاریخ ابن خلدون، تفسیر ابن کثیر، روح المعانی، معارف القرآن وغیرہم)

عبرت ونصیحت

حضرت نوح علیہ السلام کے اس واقعہ میں قدم قدم پر عبرت ونصیحت کی داستانیں بکھری ہوئی ہیں، چند اہم قابلِ غور نکات یہ ہیں:

(الف)......قوانینِ فطرت اور اللہ تعالیٰ کی سنتِ قدیمہ کا اٹل اور غیر مبدل ہونا، کہ قوم کی ہر قسم کی سرکشی کے باوجود ان کے لئے مہلت کی جتنی مدت مقرر تھی، اس پورے عرصہ میں ہر قسم کے آلام ومصائب، مشکلات

اور ایذاء رسانیوں کے باوجود نبی کو اس صبر آزما و کٹھن جدوجہد سے گذارا گیا اور قوم کو ڈھیل کی پوری مدت فراہم کی گئی تا کہ کسی کو عذر و معذرت کا موقعہ نہ رہے۔

(ب)......اور دوسری طرف جب ڈھیل کی مدت پوری ہوگئی اور مہلتِ عمل ختم ہوگی، تو پھر نہ نبی کی بیوی کا کفر و بدعملی بخشی گئی اور نہ نبی کے بیٹے کی بدعملی سے صرفِ نظر کیا گیا، حالانکہ بیٹے کے حق میں نبی نے بعض ظاہری قرائن سے سفارش کی گنجائش سمجھ کر سفارش بھی کی، لیکن یہ سفارش درحقیقت منشأ خداوندی کے موافق نہ تھی اس لئے نبی کو ذرا سختی سے منع کیا گیا۔

(ج)......اچھی اور نیک صحبت دنیا و آخرت میں نجات و کامیابی کا باعث ہے اور گرے پڑوں کو سر بلند کرنے والی ہے، جیسے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے غریب، غرباء، فاقہ مست اور کم حیثیت لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی معیت اور صحبت اختیار کر کے دنیا و آخرت میں سرخرو ہوئے اور متکبرین و صاحب حیثیت آخر وقت تک اسی بات سے عار اور خار کھاتے رہے کہ نوح کم حیثیت لوگوں کو کیوں اپنے ساتھ چپکائے ہوئے ہے۔

(د)......اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبولیت و مردودیت کا مدار انسان کی دنیوی عارضی حیثیتوں پر نہیں بلکہ اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری پر ہے اور اس کی دعوت بلاتمیز نسل و مرتبہ تمام انسانوں کو ہے، جو بھی اس دعوت پر لبیک کہے، رحمتِ حق اسے ہاتھوں ہاتھ لیتی ہے، عام طور پر غرباء میں بوجہ طبعی عاجزی اور مال و دولت نام و نسب وغیرہ خارجی موانع سے محفوظ ہونے کے قبولیت حق کی استعداد زیادہ ہوتی ہے۔

(ہ)...... بری صحبت دنیا و آخرت میں برے دن دکھاتی ہے، اور اس بری صحبت کی نحوست انسان پر اتنی غالب آجاتی ہے، کہ قدرتی طور پر منجانب اللہ انسان کو جو قدر و عزت اور شرف و منزلت کے مرتبے حاصل ہوں جیسے نبی کا بیٹا ہونا، نبی کی بیوی ہونا علیٰ ہذا القیاس نبی کا زمانہ پانا یا نبی کے علاوہ نبی کے متبعین اللہ والوں اور نیک لوگوں سے نسبی تعلق و رشتہ ہونا یا ان سے فیض حاصل کرنے کے مواقع میسر آنا، ان سب نعمتوں سے محروم ہو کر دنیا و آخرت میں نامراد ہو جاتا ہے، بری صحبت سے انسان کے دل و دماغ کے سانچے ٹیڑھے ہو جاتے ہیں اور اس کی زندگی کا رخ بدل جاتا ہے، اس کی آنکھوں پر نفسانی و شہوانی خواہشات کی پٹی بندھ جاتی ہے، موجودہ سائنسی و مشینی دور میں ترقی معکوس (الٹی ترقی) کا جو دور دورہ

ہوا ہے اس کے تحت بری صحبت کی بھی نئی نئی مشینی شکلیں وجود میں آئی ہیں جیسے ٹی وی، وی سی آر، ڈش، کیبل، انٹرنیٹ، ڈائجسٹ، ناول، افسانے، فلمیں، سٹیج شو، ثقافتی تقریبات وغیرہ وغیرہ کہاں تک کوئی گنوائے۔

آجاتے ہیں روپ بدل کر ہر زمانے میں   پیر ہے آدم جوان ہیں لات ومنات

ان چیزوں نے ہمارے معاشرے کو کیا کیا چرکے لگائے ہیں، عزت وحرمت، شرم وحیاء، اخلاق واقدار، پردہ وحجاب، غیرت وحمیت، خداخوفی وفکرِ آخرت، چھوٹے بڑے کی تمیز اور فرقِ مراتب، ہر چیز سرِ بازار نیلام ہو رہی ہے۔

کل کے بھانڈ، گویّے، میراثی آج کے فنکار، گلوکار، اداکار، موسیقار اور سٹار جیسے نام پا کر دندنا رہے ہیں، سوسائٹی ان کو سر آنکھوں پر بٹھاتی اور ان کے گن گاتی ہے۔

ترا اے نئی روشنی منہ ہو کالا   اندر اندھیرا ہے باہر اجالا

اللہ تعالیٰ ان سب رنگ برنگے منقش سانپوں سے ہماری اور ہمارے اہل وعیال کی حفاظت فرمائیں۔

پسر نوح با بداں بنشست   خاندان نبوتش گم شد
سگ اصحاب کہف روزے چند   پئے نیکاں گرفت مردم شد

ترجمہ: حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے نے بروں کی صحبت اختیار کی تو نبوت کا خانوادہ گنوا بیٹھا، اصحابِ کہف کا کتا کچھ دن نیکوں کے ساتھ رہا تو شرفِ مردمی پا گیا۔

حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں ایک حدیث میں یہ فرمایا گیا ہے:

اذاظهرت الحية فی المسكنة فقولوا لها "انا نسألک بعهد نوح وبعهد سليمان بن داود ان لاتؤذينا" فان عادت فاقتلوها (ترمذی عن ابن ابی لیلیٰ، وقال السیوطی حسن، جامع الصغیر للسیوطی ج ۱ باب حرف الالف)

یعنی جب گھر میں کوئی سانپ برآمد ہو تو تم اس کو خطاب کرتے ہوئے کہو "ہم تجھ سے حضرت نوح اور حضرت سلیمان بن داؤد کے عہد کا سوال کرتے ہیں کہ ہمیں ایذاء نہ پہنچا" اس کے بعد بھی اگر وہ ظاہر ہو تو اس کو مار دو۔

انیس احمد حنیف

بسلسلہ: صحابہ کے سچے قصے

صحابیٔ رسول حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ (قسط۱)

قیدی سے پوچھا گیا کہ کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتاؤ...... جواب ملا کہ میں تم سے صرف تین سہولتیں چاہتا ہوں...... پہلی یہ کہ مجھے ٹھنڈا اور صاف پانی پلانا...... دوسری یہ کہ کھانے میں کسی ایسے جانور کا گوشت مت کھلانا جو کسی بت کے نام پر ذبح کیا گیا ہو...... تیسری یہ کہ جب قتل کرنا ہو تو مجھے پہلے بتا دینا...... قید کے مشکل اور مایوس کر دینے والے حالات میں ایسے پاکیزہ اور بلند خیالات رکھنے والے انصاری صحابی رسول حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت سے پہلے ہی اسلام قبول کر چکے تھے غزوۂ بدر میں آپ کے ذمہ مجاہدین کے سامان کی حفاظت و نگرانی کا کام تھا اسی غزوہ میں آپ نے دشمنِ خدا حارث بن عامر بن نوفل کو جہنم رسید کیا تھا

غزوہ بدر میں کفار کو جس بُری شکست کا سامنا ہوا اس نے اُن کے دلوں میں انتقام کی آگ تیز کر دی کفار طرح طرح سے مسلمانوں سے انتقام لینے کی کوششیں کرتے رہے، ایک مشرک سفیان بن خالد نے اس مقصد کے لئے قبیلہ عضل اور قارہ کے چند آدمیوں کو تیار کیا...... منصوبہ یہ طے پایا کہ یہ افراد مسلمانوں کا رُوپ دھار کر مدینہ جائیں اور دربارِ رسالت میں جا کر یہ بیان دیں کہ ہمارے قبیلہ کے سب لوگ اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہیں لیکن انہیں اسلام کی تعلیمات واضح طور پر سمجھانے کے لئے کچھ معلمین ہمارے ساتھ بھیجے جائیں...... یوں سات کفار کا یہ قافلہ جب دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی درخواست قبول کرتے ہوئے حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کی قیادت میں صحابہ کرام کا ایک چھ رکنی وفد اُن کے ساتھ روانہ فرمایا جس میں حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے...... جب یہ قافلہ رجیع کے مقام پر پہنچا تو ان لوگوں نے جو مسلمانوں کا بھیس بدل کر گئے تھے سفیان بن خالد کے قبیلہ والوں کو اپنی کامیاب آمد کی اطلاع کر دی، یہ اطلاع پاتے ہی قبیلہ لحیان کے جنگجوؤں نے ان چھ مسلمانوں کو ہر طرف سے گھیر لیا...... مسلمان دوڑ کر ایک قریبی ٹیلہ پر چڑھ گئے اور کفار کے مقابلہ کے لئے تلواریں نکال لیں...... کفار نے یہ دیکھا تو ایک اور چال چلی...... کہنے لگے کہ خدا کی قسم ہم لوگ تمہیں قتل نہیں کرنا چاہتے بلکہ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ تمہارے ذریعہ سے اہلِ مکہ سے کچھ حاصل کریں اور ہم تم

سے یہ وعدہ کرتے ہیں کہ تمہارے کسی آدمی کو قتل نہیں کریں گے...... حضرت خبیب رضی اللہ عنہ حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن طارق رضی اللہ عنہ نے اُن کا یہ وعدہ قبول کیا اور نیچے اتر آئے جبکہ باقی تینوں مسلمان مقابلہ میں شہید ہوگئے...... کفار نے جب ان تینوں صحابہ کرام پر قدرت پالی تو ان کی کمانوں کی تانتیں نکال کر انہی سے ان کو باندھ دیا، حضرت عبداللہ بن طارق رضی اللہ عنہ نے ان کی اس غداری پر مزاحمت کی تو کفار نے انہیں بھی شہید کردیا اور باقی دونوں حضرات کو مکہ کے بازار میں لاکر فروخت کردیا حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو سو (۱۰۰) اُونٹوں کے عوض خرید لیا گیا یہ خریدار اسی حارث بن عامر بن نوفل کے قبیلہ والے تھے جس کو آپ نے غزوۂ بدر میں قتل کیا تھا چونکہ یہ خریداری ذیقعدہ کے مہینہ میں ہوئی جس میں کفار خونریزی نہیں کیا کرتے تھے لہٰذا عقبہ بن حارث بن عامر بن نوفل نے گھر لاکر آپ کو قید کردیا تاکہ اشہر الحرم گزر جانے کے بعد بدر میں قتل ہونے والے اپنے باپ کے خون کا بدلہ لے سکے اور اپنی بہن زینب بنتِ حارث کو ان کی نگرانی پر مامور کردیا آپ کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنادی گئیں جو کھانے کے وقت کھول دی جاتیں...... یہ عجیب بدلہ تھا کہ حارث جب قتل ہوا تو آزاد تھا جبکہ آج خبیب قید تھے...... خبیب نے حارث کو مقابلہ میں مارا جبکہ آج خبیب کو دھوکہ دے کر ہاتھ پاؤں باندھ دیئے گئے تھے...... عرب کی روایات کو پامال کیا جارہا تھا...... بدلہ کے نام پر ظلم کیا جارہا تھا۔

یہی زینب بنت حارث جو آپ کی نگرانی پر مامور تھیں اور بعد میں مسلمان ہوگئیں فرماتی ہیں...... ایک مرتبہ خبیب نے صفائی کے لئے جب استرا طلب کیا جو انہیں دے دیا گیا تو میرا ننھا سا بچہ کھیلتے کھیلتے اچانک ان کے پاس پہنچ گیا میں نے جب پلٹ کر دیکھا تو سہم گئی...... میرا ننھا اس نے اپنے زانو پر بٹھا رکھا تھا اور دوسرے ہاتھ میں اُسترا تھا...... میری گھبراہٹ اور خوف دیکھ کر خبیب بولے تمہیں اس بات کا ڈر ہے کہ میں اس ننھے سے بچے کو قتل کردوں گا ڈرو نہیں میں ایسا نہیں کرسکتا...... زینب کہتی ہیں کہ میں نے خبیب سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا ایک دن میں نے انہیں دیکھا تو وہ انگور کا خوشہ لئے کھا رہے تھے جبکہ ان دنوں مکہ میں انگور ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتے تھے نہ یہ انگوروں کا موسم تھا پھر وہ خود بھی تو لوہے کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے کہیں سے جاکر لا بھی نہ سکتے تھے یقیناً یہ رزق ان کے پاس اللہ کی جانب سے آیا تھا جسے وہ تناول فرمارہے تھے۔ (جاری ہے......)

♏ ♏ ♏ ♏

بسلسلہ : اصلاحِ معاملہ ابوعفان

معاملات کا تعلُّق حقوقُ العباد سے ہے

معاملات کا درجہ ایک اعتبار سے حقوق اللہ (نماز، روزے، زکوٰۃ، حج وغیرہ) سے بھی زیادہ اہم اور نازک ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ معاملات کی خرابی اور گڑ بڑ سے اکثر و بیشتر حقوق العباد فوت ہوتے، اور اس کے نتیجہ میں عام طور پر دوسرے انسان کا مالی یا جانی حق ضائع ہوتا ہے، غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ معاملات کے بارے میں شریعت کی طرف سے جو ہدایات واصول مقرر کیئے گئے ہیں، ان کا مقصود بھی بندوں کے حقوق کی رعایت کرنا اور ایک کو دوسرے کی جانی و مالی حق تلفی سے بچانا اور ہر قسم کے جھگڑوں اور تنازعات سے بچ کر چین وسکون کے ساتھ زندگی گزارنا ہے، یہی وجہ ہے کہ معاملات میں گڑ بڑ کرنے اور اس سلسلہ میں شریعت کی طرف سے مقرر کردہ ہدایات وتعلیمات کو نظر انداز کرنے سے جہاں ایک طرف انسان اللہ تعالیٰ کی نظروں میں مجرم شمار ہوتا اور آخرت کے عذاب کا مستحق ہوتا ہے اس کے ساتھ انسانیت کا بھی مجرم ہوتا ہے، کل قیامت کے دن اس کو حق تلفی کیئے جانے والے بندوں کے سامنے جواب دینا اور ان کے حقوق چکانا ہوں گے، خواہ اس طرح کہ حق تلفی کرنے والوں کی نیکیاں ان کو دلائی جائیں یا اس طرح کہ ان کے گناہ حق تلفی کرنے والوں کے سر پر لاد دیئے جائیں، قیامت کے دن ایک انسان دنیا میں بے شمار عبادات کا ذخیرہ لے کر پہنچے، نماز، روزے، حج، عمرے، تلاوت ذکر وتسبیحات وغیرہ کا انبار لے کر بڑی امیدوں اور تمناؤں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضری ہو، مگر بندوں کے حقوق ضائع کرنے کا اتنا بھاری تاوان اور ضمان چکانا پڑے کہ اس کی عبادات، مجاہدے، ریاضتیں ساری کی ساری نیلام ہو جائیں اور ہاتھ ملتا ہوا ذلیل وخوار ہو کر عذاب کا مستحق قرار پائے، اس سے بڑا محروم القسمت کون ہوسکتا ہے، کہ محنت ومجاہدے سے تیار شدہ باغ اور کھیتی سے جب پھل کھانے اور فصل حاصل کرنے کا وقت آیا تو سارا ہی اُجڑ گیا اور اس سے فائدہ اٹھانے اور چکھنے تک کی بھی توفیق نہ ہوسکی۔ اس لئے معاملات کے سلسلہ میں حلال وحرام اور جائز وناجائز کی تمیز پیدا کرنا اور اس کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے، اور اس کے لئے پہلے علم اور پھر اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہوگی، جس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جس انسان کا بھی معاملات اور کاروباری زندگی کے جس شعبہ سے تعلق ہو، وہ اس سے متعلق ایک ایک کر کے تمام امور مستند اہلِ علم کے سامنے رکھ کر ان کا شرعی حکم معلوم کیا کرے اور پیش آمدہ مشکلات کا شریعت کی روشنی میں حل تلاش کرایا کرے۔

بسلسلہ: سہل اور قیمتی نیکیاں حافظ محمد ناصر

خُوش خلقی کی اہمیت اور فضیلت

لوگوں کے ساتھ خوش اخلاقی اور کھِلے ہوئے ہوئے چہرے سے پیش آنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور اس پر بہت زیادہ ثواب ملتا ہے، ایک حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئاً وَلَوْ اَنْ تَلْقٰى اَخَاکَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ (صحیح مسلم) '' مطلب یہ ہے کہ کسی بھی نیکی کے کام کو حقیر مت سمجھو، چاہے وہ نیک کام یہ ہو کہ تم اپنے (مسلمان) بھائی سے کِھلے ہوئے چہرے یعنی خندہ پیشانی سے ملو۔

اس حدیث میں حضور ﷺ نے دوسروں سے خوش ہو کر ملنے کو ایک ایسی نیکی بتلایا ہے جس پر بہت زیادہ ثواب مل سکتا ہے، اور ساتھ ہی اس حدیث شریف سے یہ بھی پتہ چل گیا کہ ایسے آسان کاموں کو بھی چھوٹا سا عمل سمجھ کر چھوڑ نا نہیں چاہئے۔

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں حضور ﷺ نے ہمیں دو ایسی باتوں کی تعلیم دی ہے کہ اگر ان دو باتوں پر پوری طرح سے عمل کرنا شروع کر دیا جائے تو ہماری دنیا اور آخرت دونوں ہی پر سکون ہو جائیں، چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اعمال میں سے کون سا عمل انسانوں کو جنت میں داخل کرانے کا زیادہ ذریعہ بنے گا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تقویٰ (یعنی گناہوں سے بچنے کی فکر) اور خُوش خلقی (یعنی اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے اچھی طرح سے پیش آنا) (جامع ترمذی) اور ایک اور حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ سے روایت فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهٖ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ '' یعنی مؤمن اپنے اچھے اخلاق سے اس شخص کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے جو روزہ دار اور نماز میں کھڑا رہنے والا ہو (یعنی نفلی روزے اور نفلی نمازیں بہت زیادہ پڑھتا ہو) (ابوداؤد)

ان احادیث میں جس خوش اخلاقی کی بہت بڑی بڑی فضیلتیں بیان کی گئیں ہیں وہ اگرچہ بہت وسیع مفہوم رکھتی ہے لیکن دوسروں سے اچھے طریقے سے ملنا کہ جس سے دوسرے کو تکلیف نہ ہو بلکہ اگر ہو سکے تو کچھ راحت ہی پہنچے یہ بھی اس خوش اخلاقی کا ایک اہم حصہ ہے اور اس خندہ پیشانی سے ملنے پر بھی مذکورہ اور اس جیسے عظیم فضائل حاصل ہوتے ہیں۔

بسلسلہ : آداب المعاشرت

مفتی محمد رضوان

معانقہ کے آداب (دوسری وآخری قسط)

✪ معانقہ کے اصل معنٰی ہیں ''گردن سے گردن ملانا'' ہماری بول، چال میں بھی معانقہ کو ''گلے ملنا'' کہا جاتا ہے اور اہلِ عرب کا معمول بھی یہی ہے کہ پورا جسم دوسرے سے الگ رکھ کر صرف گردن سے گردن ملاتے ہیں (احسن الفتاویٰ ج۸ص۴۰۷)

✪ ہمارے یہاں معانقہ کا جو یہ طریقہ رائج ہے کہ سینہ، پیٹ اور پورا جسم ایک دوسرے کے ساتھ ملاتے ہیں اور پھر ایک دوسرے کو دباتے بھی ہیں، اس کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں اور اس میں کئی خرابیاں اور قباحتیں ہیں (احسن الفتاویٰ ج۸ص۴۱۲)

✪ سفر وغیرہ سے آنے پر سلام کے بعد معانقہ کا وہی درجہ ہے جو سفر کے علاوہ دوسرے موقعوں پر سلام کے بعد مصافحہ کا ہے یعنی جس طرح ملاقات کے وقت مصافحہ سلام کا تتمّہ اور اختتام ہے، اسی طرح سفر وغیرہ سے آنے پر سلام کے بعد معانقہ سلام کا تتمّہ اور اختتام ہے۔ لہٰذا سفر وغیرہ سے آمد کے موقع پر ملاقات کے وقت سلام کے بعد صرف معانقہ کرنا چاہئے، اور معانقہ کے بعد یا معانقہ سے پہلے مصافحہ کی ضرورت نہیں (کذا فی احسن الفتاویٰ ج۸ص۴۱۰)

✪ معانقہ ایک مرتبہ کرنا چاہئے، اس سے زیادہ نہیں، لہٰذا بعض لوگوں میں جو کئی کئی مرتبہ دائیں اور بائیں طرف معانقہ کا رواج ہے اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔ ایک مرتبہ معانقہ پر اکتفا کرنا چاہئے۔

✪ معانقہ کی ابتدا خواہ سفر سے آنے والا کرے یا دوسرا شخص کرے دونوں میں کوئی فرق نہیں، یعنی معانقہ کی ابتدا دونوں میں سے جو بھی کرے جائز ہے۔

ولافرق بین ان یبدء بالعناق القادم من السفر او المقیم للقادم کمالایخفی (غذاء الباب فی شرح منظومۃ الآداب)

✪ معانقہ اپنی دائیں طرف سے کرنا چاہئے یا بائیں طرف سے اس کے بارے میں کوئی صراحت نظر سے نہیں گزری، لہٰذا کسی بھی طرف سے معانقہ کرنا جائز ہے، عام ضابطہ کے مطابق تو اپنی دائیں طرف سے معانقہ کرنے کو ترجیح ظاہر ہوتی ہے، کیونکہ عام حالات میں دائیں حصہ کو بائیں حصہ پر فضیلت ہے، لیکن کیونکہ معانقہ کا مقصد محبت کا اظہار ہے اور محبت کا محل دل ہے اور دل انسان کے بائیں طرف ہوتا ہے، اس

لئے بائیں طرف سے معانقہ کرنا زیادہ بہتر اور راجح معلوم ہوتا ہے اور بائیں طرف سے ہی معانقہ کرنے کا بزرگانِ دین میں بھی معمول ہے (احسن الفتاویٰ ج ۸ ص ۱۱۴ بتغیر)

✪ آج کل بعض لوگ اور خاص کر خواتین ملاقات اور سفر سے آمد کے موقع پر سنت طریقہ کو چھوڑ کر دونوں طرف سے ایک دوسرے کے چہرے کے ساتھ چہرہ لگاتے یعنی آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ اپنے رخسار ملاتے ہیں اور چومنے کی آواز نکالتے ہیں، اور اس کو معانقہ کا درجہ دیتے ہیں، یہ طریقہ اسلام کے خلاف اور غیروں کا ایجاد کردہ ہے، جس سے بچنا چاہئے۔

✪ مَرد کا عورت سے یا بے ریش لڑکے سے معانقہ کرنا منع ہے، البتہ زوجین اور اسی طرح خواتین کو ایک دوسرے سے معانقہ کرنا جائز ہے۔

✪ آج کل عیدین کے موقعہ پر ایک دوسرے سے معانقہ کرنے کا بہت زیادہ رواج ہے خواہ کوئی سفر سے بھی نہ آیا ہو اور مدتِ دراز کے بعد ملاقات نہ ہوئی ہو، اور عیدین کے موقعہ پر لوگ اس کو بہت ضروری سمجھتے ہیں۔ شرعاً معانقہ کا عید سے تعلق نہیں لہٰذا معانقہ کو عیدین کا عمل سمجھنا اور اسے ضروری خیال کرنا غلط ہے۔

✪ اسی طرح آج کل فوتگی کے موقعہ پر بھی میت کے اہل خانہ سے معانقہ کو ضروری سمجھا جاتا ہے، شرعاً اس کا بھی اس موقعہ پر کوئی ثبوت نہیں اور نہ ہی یہ معانقہ تعزیت کا حصہ ہے، لہٰذا فوتگی کے موقع پر معانقہ کو ضروری اور اسے تعزیت کا حصہ سمجھنے سے بھی پرہیز کرنا چاہئے۔ امامُ المعبّرین امام ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَمَنْ عَانَقَ رَجُلاً حَيّاً اَوْ مَيّتاً طَالَتْ حَيَاته (تفسیر الاحلام الباب الثامن والخمسون)

یعنی: جس نے خواب میں دیکھا کہ اس نے کسی زندہ یا فوت شدہ انسان سے معانقہ کیا ہے تو یہ خواب دیکھنے والے کی عمر لمبی ہونے کی نشانی ہے (بشرطیکہ خواب سچا ہو اور اس میں شیطانی ونفسانی ملاوٹ نہ ہو)

بسلسلہ : اصلاح وتزکیہ مفتی محمد رضوان

پریشان کُن خیالات ووساوِس اور اُن کا علاج (قسط۴)

بعض خواتین وحضرات کمزور نفسیات کے مالک ہوتے ہیں اور ان میں خود اعتمادی اور قوتِ فیصلہ کی کمی ہوتی ہے، ایسے حضرات وسوسوں کی وجہ سے زیادہ پریشان ہوتے ہیں، ایسے حضرات کو جب کبھی کوئی حادثہ یا رنج وغم کا سانحہ پیش آتا ہے، یا پھر کسی پریشانی کی وجہ سے طبیعت میں انتشار پیدا ہوتا ہے اس وقت وسوسوں کا غلبہ زیادہ زور پکڑ لیتا ہے، ایسے وقت ان لوگوں پر ''کریلا، نیم چڑھا'' کی مثال صادق آتی ہے، اگر ایسے لوگوں کا بروقت مناسب نفسیاتی اعتماد بحال نہ کیا جائے اور اس کی ہاں میں ہاں ملا کر اور آنکھ بند کر کے تمام چیزوں کی تصدیق کی جاتی رہے تو اس کے نتیجہ میں مریض کا تو جو کچھ حال ہوگا وہ اپنی جگہ ہے، مگر اس کی وجہ سے پورا گھر بھی اچھا خاصا مریض بن سکتا ہے۔ ایسے وقت ڈاکٹر اور حکیموں کے علاوہ، مختلف عاملوں، پیروں فقیروں کے پاس جا کر، آسیب اور جنّات وغیرہ چڑھ جانے کی تشخیص سارے گھر کو آگ کی بھٹی بنا دیتی ہے۔

ابھی حال ہی میں چند دن پہلے ایک نوجوان تشریف لائے تھے، اور ان کی تشریف آوری بھی ایسے وقت پر ہوئی، جب بظاہر دیگر کاموں میں مصروفیت زیادہ تھی، اور وہ وقت معمول کے مطابق ملاقات کا بھی نہیں تھا پہلے تو ان صاحب کو عرض کر دیا کہ اس وقت گفتگو مشکل ہے، لہٰذا آپ معمول کے مطابق فلاں وقت تشریف لے آئیں، مگر ان صاحب نے درد بھرے اور رونے کے انداز میں کہا...... میں سرکاری ملازم ہوں، دن میں ڈیوٹی پر ہوتا ہوں، بہت لمبی ڈیوٹی اور سخت مصروفیت کی وجہ سے دوسرے وقت میرا آنا مشکل ہے، اور میری جوان بہن کی زندگی کا مسئلہ ہے، اس لئے آپ مجھے کھڑے کھڑے وقت دے دیں میں نے کھڑے کھڑے ان سے مسئلہ بیان کرنے کے لئے کہا تو انہوں نے بتلایا کہ:

''ان کی بہن کی حالت سخت خراب ہے، دراصل ہوا یوں تھا کہ ایک دن رات کے وقت میں نے بڑے گوشت کے بنے ہوئے تکّے کباب کھائے تھے، اسی رات میری بہن کو خواب میں ایک سفید رنگ کی گائے نظر آئی اور اس گائے نے خواب میں کہا کہ تمہارے بھائی نے میرے تِکّے کھائے ہیں لہٰذا میں اس کا ضرور بدلہ لوں گی اور کسی قیمت پر بھی جان نہیں چھوڑوں

گی، میری بہن کو یہ خواب تین چار مرتبہ نظر آیا، مگراب وہ سفید گائے ہمارے گھر کے صحن میں سچ مُچ میں آ کر بیٹھ گئی ہے، اب اس سے ہم جان چھڑانا چاہتے ہیں وہ گائے یا تو گھر میں رہتی ہے یا پھر گھر سے صرف میرے پیچھے پیچھے نکل جاتی ہے اور جب تک میں گھر سے باہر رہتا ہوں میرے پیچھے ہی ساتھ ساتھ رہتی ہے، میں نے کہا کہ ابھی بھی آپ کے ساتھ ہے، انہوں نے کہا کہ ابھی تو ساتھ نہیں ہے، اور دراصل وہ گائے ہماری بہن کے علاوہ کسی اور کو نظر بھی نہیں آتی۔ ہم نے لاہور شہر کے فلاں مولوی صاحب سے بھی علاج کرایا انہوں نے کچھ چیزیں قبرستان میں دبانے کے لئے دی تھیں اور فلاں مقام پر ایک زندہ بکرا بھی چھوڑوایا ہے، ہم نے یہ عمل کرلیا ہے اس سے کم از کم اتنا تو ہوگیا ہے کہ وہ گائے ہر وقت میرے ساتھ ساتھ نہیں رہتی، لیکن اس نے پوری طرح ابھی تک ہمارا پیچھا نہیں چھوڑا۔

مجھے گفتگو سننے کے بعد آنے والے اور ان کی بہن کی نفسیات کا کچھ اندازہ ہوگیا تھا۔

میں نے ان سے کہا کہ آپ کے گھر والوں نے اس گائے کو کسی وقت کہیں دیکھا بھی ہے، کہ نہیں، اور یہ کہ آپ کو اس گائے کی تفصیلات اور نقل وحرکت وغیرہ کی اطلاع اور رپورٹ کیسے ملی، انہوں نے جواباً کہا کہ ہماری بہن یہ ساری باتیں ہمیں بتلاتی ہے، میں نے کہا کہ ''اندھوں میں کانا سردار'' والی مثال پوری ہورہی ہے، اور ''اندھے گائیں بہرے بجائیں'' والی کہاوت آپ پر پوری طرح صادق آرہی ہے، تندرست لوگوں نے مریض انسان کی اقتداء کر رکھی ہے۔

اجمالی باتیں کرنے کے بعد میں نے سب سے پہلے تو ان صاحب سے یہ معلوم کیا کہ آپ کی ہمشیرہ کی عمر کتنی ہے، اور وہ شادی شدہ ہے یا غیر شادی شدہ اور یہ کہ خواب نظر آنے سے پہلے ان کی ہمشیرہ صاحبہ کو کوئی ذہنی الجھن تو پیش نہیں آتی تھی؟ انہوں نے بتلایا کہ میرے قریبی رشتہ داروں کا نوجوان بیٹا گاڑی کے حادثہ میں اچانک فوت ہوگیا تھا، اور اس لڑکے سے میری بہن کی منگنی وغیرہ کا بھی کچھ ذہن تھا، اس نوجوان کی تدفین وغیرہ سے فارغ ہوکر رات کو ہم اپنے گھر پہنچے تو ہم نے بازار سے تکّے کباب لے کر کھانا کھایا اور سو گئے، اس رات بہن کو یہ خواب آیا اور پھر مسلسل آتا ہی چلا گیا اور اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی جس کی آپ کو تفصیل بتائی، خدارا: ہماری بہن اور گھر والوں کا کچھ کریں۔ سب کی جان خطرے میں ہے، میں نے

ان سے کہا کہ میں کوئی ڈاکٹر حکیم یا عامل وغیرہ تو نہیں ہوں، لیکن آپ کی پوری بات سننے کے بعد جو کچھ میری سمجھ میں آیا ہے شاید آپ اس سے اتفاق نہ کریں، انہوں نے کہا کہ میں آپ کے پاس بڑے اعتماد کے ساتھ آیا ہوں آپ جو فرمائیں گے اس کے مطابق انشاء اللہ عمل ہوگا، میں نے کہا کہ آپ علاج چاہتے ہیں یا مرض کی تشخیص؟ کہنے لگے کہ ہمیں تو علاج سے غرض ہے باقی چیزیں ہماری بلا سے، میں نے کہا آپ بالکل صحیح فرماتے ہو، آپ کو کسی عامل اور پیر وفقیر کے پاس جانے کی ضرورت نہیں، دراصل آپ کی بہن کا مسئلہ صرف نفسیاتی ہے، کوئی بھوت پریت، آسیب اور جن وِن نہیں ہے۔ آپ سب گھر والے بھی بہن کی باتوں کی تصدیق کر کے نفسیاتی مریض بن گئے ہیں، آپ اپنی بہن کی باتوں کی تصدیق کر رہے ہیں کہ گھر میں گائے آ کر بیٹھ گئی ہے، ساتھ ساتھ ہے وغیرہ وغیرہ، جب کہ آپ میں سے کسی نے اس گائے کو دیکھا بھی نہیں، لہٰذا آپ حکمت کے ساتھ، اپنی بہن کے ذہن سے یہ گائے کا خوف نکالیں، ساری باتوں کا انکار بھی نہ کریں، اور تصدیق بھی نہ کریں بلکہ آپ ان سے اب صرف اتنا کہیں کہ ہم نے علاج کرا دیا ہے اور اب سب معاملہ ختم ہوگیا ہے۔ اور جلد از جلد آپ اپنی بہن کے سر میں تیل کی مالش کریں، ان کو نرم غذا فراہم کریں، ہاتھ پاؤں کو سہلائیں اور ان کو فوری طور پر مناسب نیند کی دوا دیں، کہنے لگے کہ ہاتھ پاؤں میں جو بے چینی ہے اس کا کیا جائے، میں نے کہا کہ بے چینی کا اصل علاج، چین وسکون ہے اور وہ حاصل ہوگا نیند سے، ظاہر کہ جب آپ کی بہن تین روز سے سوئی نہیں تو اس کو بے سکونی ہی حاصل ہوگی، سکون کیسے ملے گا، دیکھئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں ''وَجَعَلْنَا الَّيْلَ سَكَنًا'' کہ اللہ تعالیٰ نے رات کو نیند کی شکل میں سکون وآرام کا ذریعہ بنایا، لہٰذا آپ ابھی گھر میں جا کر تجویز کردہ علاج کے مطابق عمل کریں اور اس کے بعد مجھے فون پر اطلاع دیں، ان صاحب نے گھر جا کر تجویز شدہ طریقہ پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مرض بالکل رفع دفع اور کافور ہوگیا۔

ملاحظہ فرمائیے کہ نفسیاتی مرض کس طرح آسیب اور جن، بھوت پریت کی شکل میں ظاہر ہو کر لوگوں کے سروں پر سوار ہو جاتا ہے، حالانکہ سارا مسئلہ نفسیات، خیالات، خوابات اور وساوس کا ہوتا ہے، مگر بات کہاں سے کہاں پہنچ جاتی ہے۔ (جاری ہے............)

بسلسلہ : اصلاح وتزکیہ ترتیب: مفتی محمد رضوان

مکتوباتِ مَسیحُ الاُمَّت (قسط ۷)

(بنام حضرت نواب عشرت علی خان قیصر صاحب)

حضرت نواب عشرت علی خان قیصر صاحب دامت برکاتہم کی وہ مکاتبت جو مسیح الامت حضرت مولانا محمد مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی رحمہ اللہ کے ساتھ ہوتی رہی، ان مکتوباتِ منتشرہ کو مفتی محمد رضوان صاحب نے سلیقہ کے ساتھ جمع کرنے اور ترتیب دینے کی کوشش کی ہے، جو افادۂ عام کے لئے ماہنامہ ''التبلیغ'' میں قسط وار شائع کئے جارہے ہیں۔ عرض سے مراد حضرت نواب قیصر صاحب کے تحریر کردہ کلمات اور ارشاد سے مراد حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ کے جواب میں تحریر فرمودہ ارشادات ہیں (..................ادارہ)

مکتوب نمبر (۱۲) (۱۰ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ ۳۰ر اکتوبر ۱۹۹۰ء)

عرض: مخدومی ومکرمی حضرت اقدس دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ارشاد: مکرم زید مجدھم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

عرض: حضرت کا والا نامہ احقر کے عریضہ مؤرخہ ۲۴رصفر کے جواب میں موصول ہوا۔ حضرت سے بندہ کی مکاتبت از دیاد تعلق مع اللہ کا ذریعہ ہوتی ہے، غفلت کے دور کرنے اور اعمال میں شوق پیدا کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔

ارشاد: یہ حسن عقیدت اللہ تعالیٰ بندہ کی مغفرت کا وسیلہ بنادیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ خیرالجزاء، بارک اللہ تعالیٰ۔

عرض: بعض اوقات یہ خیال آتا ہے کہ جناب کے ضعف وناتوانی اور علالت کے دوران خطوط کا جواب تحریر فرمانا مزید باعث تعب ونقاہت ہوگا، خصوصاً جبکہ طالبین وسالکین کی ڈاک میں روز بروز اضافہ ہورہا ہے۔

ارشاد: جہاں اور ڈاک لکھنا ہے یہاں آپ کا بھی، کیا تکان ہوگا۔

عرض: ورنہ جی تو یہ چاہتا ہے کہ ہر ہفتہ ایک خط لکھا کروں لیکن ماہ بماہ قصداً اکتفا کرتا ہوں۔

ارشاد: نہ ہفتہ نہ مہینہ حسب موقع ہو، خواہ روزانہ، خواہ سال بھر میں۔

Idara Ghufran

☒ **عرض:** اصلاح کا جو طریقہ سالک کے لئے تجویز کیا گیا ہے کہ وہ اپنا ہر مرض ایک ایک کر کے مصلح کو بتائے اور اس کی تعلیم و حکم پر عمل کر کے حال سے مطلع کرتا رہے یہ حق تو بندہ سے ادا نہ ہو سکا۔

ارشاد: بلا مرض کے یہ حق ہی نہیں۔ صحت یابی میں طبیب کی کیا ضرورت۔

☒ **عرض:** بہر حال جیسی بھی ٹوٹی پھوٹی کوشش ہوئی الحمد للہ حضرت کے ارشادات سے بہت نفع ہوا۔ علاوہ ازیں حضرت حکیم الامت مجدد ملت قدس سرہ نور اللہ مرقدہ کے مواعظ و ملفوظات اور بالخصوص تربیت السالک کے مطالعہ سے بندہ کے رذائل و امراضِ باطنی کا علاج ہوتا رہتا ہے۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ قلب میں کوئی خطرہ گزرا وسوسہ پیدا ہوا، کوئی اشکال رونما ہوا یا قبض و یأس کی حالت طاری ہوئی سوچا کہ خط لکھ کر جناب سے استفسار کروں۔ حسبِ معمول جب ملفوظات پڑھنے کو اٹھائے تو مناسب حال ملفوظ زیر مطالعہ آ گیا یا تربیت السالک میں دیکھ لیا، اس سے بفضلہٖ تعالیٰ اشکال رفع ہو جاتا ہے اور اپنے سوال کا جواب مل جاتا ہے کیا یہ طریقۂ کار اصلاح کے لئے کافی ہے۔

ارشاد: بہت خوب ہے، مناسب طبع کی علامت ہے۔

☒ **عرض:** اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اپنے محلّہ کی مسجد میں جب امام صاحب نماز کے وقت غیر حاضر ہوتے ہیں تو مقتدی حضرات بندہ سے امامت کے لئے اصرار کرتے ہیں۔ سری نماز تو ٹھیک پڑھا دیتا ہوں۔ لیکن جہری نماز میں قرأت کے وقت بالخصوص فجر کی نماز میں چونکہ طویل سورتیں پڑھی جاتی ہیں اس وقت اختلاجِ قلب کی وجہ سے یا اعصاب کی کمزوری اور گھبراہٹ کی بناء پر وہ سورتیں جو خوب پکی یاد ہیں اور تنہائی میں فرفر ترتیل کے ساتھ قرأت کر لیتا ہوں۔ امامت کرتے وقت بھول جاتا ہوں اور غلطی کرتا ہوں۔ یہ خیال قرأت شروع کرنے سے پہلے ہی دل پر جم جاتا ہے کہ اگر قرأت میں غلطی ہوگئی تو لوگ کیا خیال کریں گے، اس گھبراہٹ اور بدحواسی کا کیا علاج ہے۔

ارشاد: آپ نہ پڑھائیں کیونکہ آپ کے اعصاب پر، دل و دماغ پر اثر غیر اختیاری واقع ہو کر، اعضاء متأثر ہو کر ضعف کا اثر ہوگا ضروریات پر اثر پذیر ہوگا۔

☒ **عرض:** دوسرا حال یہ ہے کہ جب کبھی کوئی دینی یا دنیوی معاملہ پیش آتا ہے تو تمام تر توجہ اس معاملہ کی طرف مرکوز ہو جاتی ہے۔ چنانچہ نماز، ذکر، تلاوت اذکار و اوراد غرضیکہ جتنے بھی معمولات ہیں وہ سب متأثر ہو جاتے ہیں خشوع و خضوع یکسر ختم ہو جاتا ہے۔

ارشاد: خشوع تو باقی رہتا ہے کہ آدابِ صلوٰۃ ملحوظ ہیں کھلاوٹ بذوق نہ ہوگا۔ کیف کی حالت ذوقاً نہ ہونے کو عدمِ خشوع سے تعبیر کر دیا۔

☒ **عرض:** ایک قسم کی قبض کی سی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔

ارشاد: قبض کی نہیں، انشراح نہیں رہتا۔

☒ **عرض:** حالیہ مثال سے واضح ہو جائے گا، گزشتہ روز صبح کے وقت پڑوس میں ایک دین دار غیر عالم واعظ، متمول دوست نے آج اپنے گھر پر دینی اجتماع میں مدعو کیا۔

ارشاد: غیر عالم اور واعظ، دینی اجتماع کیسا؟۔

☒ **عرض:** بندہ کو بوجہ اختلافِ ذوق ومسلک ان سے مناسبت نہیں ہے لیکن باہمی خوشگواری تعلقات اور اپنی ذاتی مروت بلکہ مداہنت کے سبب ان سے شرکت کا وعدہ کرلیا۔

ارشاد: ہر جگہ سکوت کو مداہنت نہیں کہا جاتا۔

☒ **عرض:** انہوں نے ایک حلقہ ''فہم القرآن'' کے نام سے قائم کیا ہے، اسی سلسلہ میں ایک مسجد میں بعد مغرب درسِ قرآن کا سلسلہ بھی مدت سے شروع کیا ہے۔

ارشاد: درسِ قرآن کوئی ہم مسلک عالم صاحب فرماتے ہوں گے۔

☒ **عرض:** ان سے وعدہ کرنے کے بعد بندہ کی یہ کیفیت رہی کہ تذبذب میں پڑ گیا۔ شرکت کروں یا نہ کروں اگر شرکت نہیں کرتا تو وعدہ خلافی ہوتی ہے کیا عذر پیش کروں؟ بس ایسا خیال جما کہ نماز پڑھنی مشکل ہوگئی۔

ارشاد: یہ اشکال سبب انتشار رہا، معاہدہ بتردد تھا حتمی نہ تھا۔ زبان اقراری دل متردد، بلاعہد گویا انکاری۔

☒ **عرض:** برابر ہی سوال وجوابات قلب پر حاوی رہے۔

ارشاد: یہ حدیث النفس تھا بلا قصد۔

☒ **عرض:** حتیٰ کہ ہمت کر کے ایک صاحب کے ذریعہ عدم شرکت کی معذرت کی۔

ارشاد: یہ ہمتِ قیصری مبارک۔

☒ **عرض:** جس میں جو عذر بتایا تھا وہ سچ نہیں تھا کہ طبیعت میں کمزوری ہے آرام کر رہا ہوں۔

Idara Ghufran

ارشاد: کیا کمزوری جسمانی اعصابی نہیں ہے؟ وعدہ کمزوری اور عذر انکاری تصلب۔

☒ **عرض:** البتہ یہ ضرور ہے کہ جب تک ان صاحب سے معذرت نہ کر لی طبیعت میں ضعف اور انقباض محسوس کر رہا تھا اور جیسے ہی شرکت سے انکار کیا قلب میں قوت عود کر آئی۔

ارشاد: اوپر عرض کیا گیا وہ ضعف تھا انکار تصلب، مضبوطی۔قوت۔

☒ **عرض:** اس قبیل کے دیگر امور سے کم وبیش واسطہ پڑتا ہے بالخصوص جب لوگ چندہ مانگنے آتے ہیں، اپنے اندر ہمت نہیں پاتا کہ صاف گوئی سے منع کروں۔اس مخمصہ میں پڑ جاتا ہوں کہ زیادہ دوں یا کم دوں۔

ارشاد: آدمی یا مدرسہ سے جان پہچان نہیں تو معمولی دیدیا اور جان پہچان ہے تو کم زیادہ کے درمیان دیدیا۔سبکبار۔

☒ **عرض:** بعض اوقات طیبِ خاطر بھی نہیں ہوتی۔

ارشاد: نہ سہی کچھ دیدیا۔

☒ **عرض:** حضرت اپنی مزاجی کیفیت سے مطلع فرمائیں۔

ارشاد: الحمدللہ تعالیٰ خیریت ہے۔

☒ **عرض:** دل چاہتا ہے کہ آپ کی طبیعت کا صحیح حال معلوم ہوتا رہے اور دعا بھی برابر کرتا رہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضرت کو صحت وتندرستی وتوانائی عطا فرمائیں۔والسلام آپ کا خادم احقر محمد قیصر عفی عنہ۔

ارشاد: جزاکم اللہ تعالیٰ خیرالجزاء۔

عام مدارس کے مروّجہ جلسوں کے مفاسد (قسط۲)

(تعلیماتِ حکیم الامت کی روشنی میں)

''وجوبِ ترک کے لئے صرف قبیح بالذات (بذاتِ خود بُرا ہونا) شرط نہیں بلکہ قبیح بالغیر (کسی واسطہ سے بُرا ہونا) کافی ہے، سو یہ امر تو مسلّم (تسلیم) ہو چکا ہے کہ بہت سے بلکہ کُل جلسے مفاسدِ معروضہ سابقہ (ماقبل میں پیش کئے گئے مفاسد) سے خالی نہیں ہوتے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ انسداد (روک، تھام) حتی الامکان ضروری ہے اوران کی ترویج مباشرۃً یا تسبباً منہی عنہ (بذاتِ خود یا سبب بن کران کو رواج دینا ممنوع ہے) ایسی حالت میں اگر کوئی مہتممِ مدرسہ نہایت احتیاط کے ساتھ جلسہ کرے تو مباشرِ مفاسد (بذاتِ خود مفاسد کا مرتکب) تو نہ ہوگا۔ مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ دوسرے غیر احتیاطی جلسوں کی ترویج کا سبب تو بنے گا، فقہاء نے بہت مواقع میں بعض مباحات کو محض سدًّا لِلذرائع و حسماً لمادّۃ الفساد (ناجائز کاموں کے اسباب اور فساد کی بنیاد کو ختم کرنے کے لئے) تاکید سے روکا ہے، چنانچہ علماء محققین اِس زمانہ میں رسومِ مروجہ مولود و فاتحہ واعراس کو'' گو بانی اعتقاداً وعملاً محتاط ہی کیوں نہ ہو'' اسی بناء پر روکتے ہیں کہ دوسرے بے احتیاطوں کے لئے سند ہوگی۔ اور بے احتیاطوں کے لئے سبب ترویج کا ہوگا۔ اس حکم میں مجالسِ مدعیہ (میلاد وغیرہ) ومجالسِ مدرسیہ متماثل ومتساوی (برابر) ہیں چنانچہ مشاہدہ کے بعد تأمل کرنا کافی ہے۔ اور (بعض نیک ومخلص اور محتاط حضرات کی طرف سے) جو مصلحتیں ان جلسوں (کو منعقد کرنے) میں ارشاد ہوئی ہیں (مثلاً یہ کہ جو لوگ شریکِ چندہ ہیں ان کو واقعی کیفیت بلا زیادتی اور کمی کے سنائی جائے اور انعام تقسیم کرکے جو طلبہ قابل ہیں ان کو خوش کرنا مقصود ہوتا ہے تاکہ ان کی دل شکنی نہ ہو، اور نیز چند علماء جمع ہو کر وعظ ونصیحت کریں تاکہ لوگوں کو ہدایت ہو اور مخلوق کو فائدہ پہنچے وغیرہ) ان کے مصلحت ہونے میں کلام نہیں، مگر مصالح اور مفاسد میں جب تعارض ہوتا ہے، مفاسد کے اثر کو ترجیح ہوتی ہے، جبکہ مصالح حدِ ضرورتِ شرعی تک نہ پہونچے ہوں، اور ما نحن فیہ (ہماری زیرِ بحث صورت) میں ظاہر ہے کہ ضرورتِ شرعی نہیں ہے (پس مواقعِ ضرورت بشرطِ رعایتِ

احتیاط مستثنٰی ہوں گے، اور گو یہ قلیل ہوں مگر معدوم نہیں) بلکہ مصلحت بھی اسی صورت میں منحصر نہیں ہے، معینین (معاونین) کو بذریعہ روئدادِ تحریری حالت مدرسہ کی معلوم ہوسکتی ہے اور طلبہ کا ویسے بھی انعام پا کر دل خوش ہوسکتا ہے، اور وعظ و ہدایت اول تو ایسے مواقع پر شرکاءِ جلسہ کو صاف صاف کرنا مشکل ہے، ان کے تکدُّر کا خیال ہوتا ہے، پھر اس مقصود کا اہتمام مستقل طور پر (مروجہ جلسے منعقد کئے بغیر دوسرے مواقع پر) بھی ہوسکتا ہے‘‘ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۶۹ تا ۷۰)

عام مدارس کے مروّجہ جلسوں کے مفاسد و منکرات تفصیل کے ساتھ پہلے بیان کئے جا چکے، لہٰذا ضروری ہوا کہ اس طرح کے مروجہ مفاسد و منکرات پر مشتمل جلسوں کو ترک کیا جائے، اور اگر کوئی ان مفاسد و منکرات سے پرہیز کر کے مروجہ جلسے منعقد کرے تب بھی ان جلسوں کی حوصلہ افزائی نہیں کی جاسکتی، جس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جلسے دوسرے لوگوں کے لئے اس عنوان سے مفاسد و منکرات پر مشتمل جلسوں کا ذریعہ بنیں گے، اور عوام الناس کی باریکیوں پر نظر نہیں ہوتی، لہٰذا وہ صرف عنوان کو دیکھ کر سند پکڑیں گے، اور ان جلسوں کا حوالہ دے کر سب کو ایک ہی درجہ میں رکھیں گے، اور شریعت کا اصول یہ ہے کہ اگر کوئی چیز ایسی ہو کہ بذاتِ خود اس میں تو کوئی بُرائی نہ ہو، لیکن بُرائی کا ذریعہ بن رہی ہو، تب بھی اس چیز کو ترک کرنا ضروری اور واجب ہوجاتا ہے، ہاں اگر کوئی چیز ایسی ہو کہ اس کو اختیار کرنا شرعاً ضروری ہو تو اس وقت حکم یہ ہوتا ہے کہ اس چیز میں پیدا شدہ خرابیوں کو دور کیا جاتا ہے اور ضروری حکم پر عمل کیا جاتا ہے، مگر مروجہ عام جلسوں کو منعقد کرنا شرعاً ضروری نہیں، اور جو مصلحتیں اور فائدے ان مروجہ جلسوں کو منعقد کرنے کے سلسلہ میں پیش کئے جاتے ہیں ان کا دوسرے طریقوں سے حاصل کرنا بھی ممکن ہے، لہٰذا مروجہ جلسوں کو منکرات سے بچتے ہوئے بھی منعقد کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ البتہ اگر کبھی واقعی کوئی ضرورت (جس کا شریعت اعتبار کرتی ہو) کسی جلسہ کو منعقد کرنے کی پیش آئے تو مروجہ منکرات و مفاسد سے بچتے ہوئے اور دوسرے لوگوں کے لئے سند بننے سے بچنے کا سامان کرتے ہوئے صرف ضرورت کی حد تک اجازت ہوگی۔

نقشہ اوقاتِ نماز سحر و افطار

ادارہ غفران راولپنڈی کی طرف سے دائمی نقشہ اوقات نماز سحر و افطار (بمع ضروری مسائل) شائع ہو چکا ہے، جو مسجدوں، مدرسوں، دفتروں اور گھروں کے لئے یکساں طور پر مفید ہے، خواہش مند حضرات کتب خانہ ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی سے رابطہ فرمائیں۔

علم کے مینار مولانا محمد امجد

مسلمانوں کے علمی کارناموں و کاوشوں پر مشتمل سلسلہ

''الجبرا'' (Algorithm) کا بانی الخوارزمی

ابو عبداللہ محمد بن موسیٰ الخوارزمی نامور ریاضی دان، علم فلکیات کے ماہر اور جغرافیہ دان تھے، بحرِ ارال کے جنوب میں خوارزم کے مقام پر پیدا ہوئے جو موجودہ وسطی ایشیاء کے خطہ میں واقع ہے، اسی نسبت سے خوارزمی کہلائے، عباسی خلیفہ مامون الرشید کے ہم عصر ہیں، الخوارزمی تاریخ کے سب سے بڑے ریاضی دانوں میں سے ایک تھے، ریاضی کی کئی شاخوں اور کئی بنیادی نظریات کے بانی تھے، الجبرا میں ان کی خدمات بہت ہی شاندار ہیں وہ الجبرا کے بانی تھے، الجبرا کا نام ہی ان کی مشہور کتاب ''الجبر والمقابلہ'' سے لیا گیا، ان کے حساب نے یونانیوں اور اہل ہند کے علم میں امتزاج پیدا کیا، ریاضی میں ان کی اپنی تحقیقات ریاضی اور سائنس میں بڑی اہمیت رکھتی ہیں، علم ہندسہ میں ''صفر (0)'' کی بنیادی اہمیت ہے، صفر کو متعارف کرانے ترقی اور فروغ دینے کا سہرا عربوں کے ہی سر ہے، الخوارزمی نے صفر کے استعمال کی تحقیق وتشریح کی، موجودہ ریاضی میں الگرتھم (Algorithm) کے نام سے ہندسی نظام اسی کے نام پر ہے، (الگرتھم الخوارزم کا انگریزی تلفظ ہے) ہندسہ کے موجودہ عربی و ہندی نظام کو متعارف کراتے ہوئے انہوں نے تفصیل کے ساتھ حسابی دستور العمل کو واضح کیا، ان کی تحقیقات کی بدولت ہندسوں کا یہ نظام عربوں میں متعارف ہوا اور بعد میں ترجمہ ہو کر یورپ پہنچا، انہوں نے مخروطی حصوں کی جیومیٹری کی شکلوں کی تکمیل کی اور کیلکولس کو دو درجے کی غلطیوں تک پہنچایا اور اس طرح وہ ریاضی کے تفریعات کے عمل کو پہنچ گئے، مامون الرشید کے زمانے میں اس کے حکم پر زمین کی پیمائش جن سائنسدانوں نے کی تھی ان میں الخوارزمی کے شامل ہونے کا بھی بعض تاریخی روایات میں ذکر ہے، علم الفلکیات کے جدولوں کی تشکیل وترتیب اس کا نہایت اہم کارنامہ ہے، اس علم پر اس کی تصنیف بھی موجود ہے، جغرافیہ کے میدان میں بھی الخوارزمی کی خدمات بہت نمایاں ہیں، اس نے نہ صرف یہ کہ بطلیموس کے نظریات کی نظر ثانی کی بلکہ تفصیل کے ساتھ اس کی تصحیح بھی کی، اسی طرح گھڑیال، سورج گھڑیاں اور اصطرلاب (فلکیات کی شکلوں پر مشتمل کُرّہ، Globe) پر اس کا بہت کام ہے۔

خوارزمی کی کئی کتابیں لاطینی زبان میں بارہویں صدی عیسوی کے شروع میں ترجمہ ہوئیں، حساب میں اس کی ایک کتاب ''کتاب الجمع والتفریق بالحساب الہندی'' جو عربی میں ہے ناپید ہو چکی ہے، لیکن اس کا لاطینی ترجمہ موجود ہے، الجبرا پر اس کی کتاب ''المقالہ فی حساب الجبر والمقابلہ'' کا ترجمہ بھی بارہویں صدی میں لاطینی زبان میں ہوا، اہلِ یورپ پر اس ترجمہ سے اس نئے علم کا انکشاف ہوا، علم الافلاک پر اس کے جدولوں کا ترجمہ بھی یورپین زبانوں میں کیا گیا اور کچھ عرصہ بعد چینی زبانوں میں بھی ان کا ترجمہ ہوا، اسی طرح جغرافیہ پر اس کی کتاب ''صورۃ الارض'' کا بھی بمع اس کے نقشوں کے ترجمہ کیا گیا، اسی نے یہودیوں کی جنتری (Calender) ''استخراج تاریخ الیہود'' کے نام سے لکھی، آلہ اصطرلاب اور سورج کی گھڑیوں پر بھی اس کی الگ الگ کتابیں ہیں جواب ناپید ہیں، خوارزمی کا اثر ورسوخ سائنس کی نشوونما پر عمومی طور پر اور ریاضی، فلکیات اور جغرافیہ پر خصوصی طور پر تسلیم شدہ ہے، اس کی کتابوں کے ترجمے ہاتھوں ہاتھ لئے گئے اور سولہویں صدی تک مشرق ومغرب کی دانش گاہوں (یونیورسٹیوں) کے نصاب میں شامل رہے ہیں ۔

مگر وہ علم کے موتی وہ کتابیں اپنے آباء کی جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سی پارہ

(از تاریخ فلسفہ وسائنس)

رائے گرامی حضرت مولانا محب النبی صاحب زیدہ مجدہٗ

(دارالعلوم مدنیہ، رسول پارک، ملتان روڈ لاہور)

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

بخدمت محترم المقام حضرت مولانا مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! رسالہ ''التبلیغ'' کے کئی مضامین پڑھنے کا موقعہ ملا، مندرجات سے ازحد مسرت ہوئی کہ زندگی کے مختلف پہلوؤں کے احکامِ شرعیہ کو احسن دلائل اور عنوات سے مبرہن کیا جاتا ہے جو اس وقت امتِ مسلمہ کی اہم ضرورت اور علماء کرام کا فریضہ ہے، حق تعالیٰ آپ کی کاوش کو دارین میں مقبول فرمائیں اور لکھنے پڑھنے والوں اور معاونین کے لئے ذریعہ نجات بنائیں۔ آمین۔ ثم آمین۔ احقر العباد۔ محب النبی ۳/رجب ۱۴۲۵ھ

تذکرۂ اولیاء مولوی طارق محمود

اولیاء کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

''امامُ الحدیث'' حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ

مدینہ منورہ کے سات بڑے فقہاء میں سے ایک حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ بھی ہیں، آپ کے دادا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور پھوپھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ کی پیدائش حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی دورِ خلافت میں ہوئی، آپ کے والدین ابھی آپ چھوٹی سی عمر کے تھے کہ فوت ہو گئے، اس کے بعد آپ کی اور آپ کی چھوٹی بہن کی تربیت و پرورش کی ذمہ داری آپ کی پھوپھی صاحبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سنبھالی، اور بیتِ رسول ﷺ میں تعلیم وتربیت کی دولت سے سرفراز ہوئے...... آپ اپنی تربیت و پرورش کا قصہ خود بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''جب میرے والد حضرت محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ مصر میں شہید ہوئے تو میرے چچا عبدالرحمٰن بن ابوبکر مجھے اور میری کمسن بہن کو مدینہ منورہ لے آئے، مدینہ منورہ میں ہماری پھوپھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں اپنے بھائی حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے گود لیا اور بیتِ رسول ﷺ میں ہماری پرورش کرنے لگیں، میں نے اپنی زندگی میں کسی ماں باپ کو اتنا شفیق اور کریم نہیں دیکھا جتنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہم سے شفقت ومحبت فرماتی تھیں، وہ ہم دونوں بہن بھائیوں کو اپنے ہاتھ سے کھلاتی پلاتی اور باقی کھانا خود کھالیا کرتیں، ہمارے کھیل کود، کھانے پینے اور سونے جاگنے کے اوقات مقرر تھے، ہمارے سارے کام وقت پر انجام دیتیں اور ہمیں قطعاً اپنی یتیمی کا احساس نہیں ہونے دیا، ہماری تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دیتیں، اچھے اخلاق سکھاتی تھیں اور بُرے اخلاق سے پرہیز کرنے کی نصیحت کرتی تھیں، قرآن مجید اور احادیثِ مبارکہ کی تعلیم کا خاص معمول تھا، جس کی وجہ سے ہمیں کم عمری ہی میں قرآن وحدیث پر اچھا خاصا عبور ہو گیا تھا، جب ہم دونوں بہن بھائیوں کو کچھ شعور پیدا ہوا تو ایک دن ہمیں اچھے اور قیمتی کپڑے پہنائے اور خوشبو اور عطر میں بسا کر اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابوبکر کے حوالے کیا اور فرمایا! کہ میں رسول اللہ ﷺ کے وصالِ مبارک کے بعد گھریلو کاموں سے فارغ ہو چکی تھی اور کوئی ذمہ داری نہ تھی اور میرے گھر میں بچے بھی نہ تھے، اس لئے میرا گھر ان بچوں کی تربیت کے لئے مناسب تھا، اب یہ بچے سنِ شعور کو

پہنچ چکے ہیں اس لئے اگلے مرحلے کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری تم قبول کرلو میرا مقصد حاصل ہوگیا۔

قاسم بن محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ہمارے چچا عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمیں اپنے گھر لے گئے اور ہمیں اپنے خاندان کے افراد میں شامل کرلیا، لیکن چونکہ میرا دل حضور ﷺ کے گھر سے مانوس ہو چکا تھا، اس لئے وقتاً فوقتاً میں اپنی پھوپھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آتا رہتا اور ان سے حضور ﷺ کی زندگی کے حالات اور آپ ﷺ کی عادتیں اور اخلاق معلوم کیا کرتا تھا...... ان دنوں چونکہ حضور ﷺ کی قبر مبارک کا حجرہ شریف بند کر دیا گیا تھا اور لوگ باہر ہی سے زیارت کرلیا کرتے تھے، میں نے ایک دن اپنی پھوپھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے درخواست کی کہ اماں جان! رسول اللہ ﷺ اور آپ کے دونوں رفیقوں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی قبروں کی زیارت کرادیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے میری خواہش پوری کردی، اور میرے لئے حجرہ شریف کا دروازہ کھول دیا، میں نے دیکھا کہ تینوں قبریں نہ اونچی ہیں اور نہ ہی زمین کے برابر ہیں (معمولی سی اونچائی جس کو احادیث کی کتب وغیرہ میں ایک بالشت اونچی کہا گیا ہے)...... میں نے کہا اماں جان! ان میں رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف کونسی ہے، انھوں نے ہاتھ کے اشارے سے فرمایا: یہ! اور اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آنکھوں سے آنسو کے دو قطرے گر پڑے...... میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کی قبر مبارک اپنے دونوں ساتھیوں کی قبر مبارک سے کچھ اوپر تھی، پھر میں نے پوچھا: میرے دادا جان کی قبر کونسی ہے، فرمایا: وہ ہے، میں نے دیکھا کہ ان کی قبر مبارک حضور ﷺ کے سر مبارک کے ذرا نیچے سینہ مبارک کے پاس تھی، پھر میں نے کہا یہ تیسری قبر حضرت عمر فارق رضی اللہ عنہ کی ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کمر مبارک کے قریب تھی (اس طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سر حضور ﷺ کے قدم مبارک کے مقابل تھا)''

قاسم بن محمد رحمہ اللہ نے مسجد نبوی میں بڑے بڑے صحابۂ کرام سے استفادہ کیا اور ان کی مجلسوں میں شریک رہے، جن میں خاص طور پر قابلِ ذکر حضرات کے نام یہ ہیں، حضرت ابوہریرہ، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت عبداللہ بن جعفر، حضرت عبداللہ بن خباب، حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہم وغیرہ وغیرہ۔

یہی وجہ ہے کہ ان جیسے بڑے بڑے جلیل القدر اور صاحبِ شان وشوکت صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی فیضِ صحبت اور ان حضرات سے استفادہ کی برکت سے آپ ''امام الحدیث'' کے درجہ تک پہنچ گئے۔ اس زمانے

میں ''امام الحدیث'' کا لقب صرف اس کو دیا جاتا تھا جو اپنے زمانے میں اللہ تعالیٰ کی کتاب اور حضور ﷺ کی سنت کا سب سے بڑا عالم ہو......آپ کی مسندِ حدیث مسجدِ نبوی میں لگتی تھی، دور دور سے شائقینِ علم آپ کے درس میں شریک ہونے کے لئے تشریف لاتے، آپ کا روزانہ یہ معمول تھا کہ صبح مسجدِ نبوی میں تشریف لاتے، پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے، پھر روضۂ اقدس کے قریب حاضر ہوکر مواجھ شریف میں حضور ﷺ پر سلام پڑھتے، اور ریاض الجنۃ میں جہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیٹھتے وہاں بیٹھ کر احادیث کا درس دیتے......اسی دعوت وتبلیغ اور وعظ ونصیحت کا اثر تھا کہ آپ کی شہرت دور دور تک ہوگئی حتی کہ اس دور کے حکمران بنو امیہ کے امراء اور بادشاہ بھی ان سے مشورہ لئے بغیر کوئی کام نہیں کرتے تھے، جب خلیفۂ وقت ولید بن عبدالملک نے مسجدِ نبوی کی توسیع اور اس کی جدید تعمیر کا ارادہ کیا تو مسجدِ نبوی کے اردگرد حجراتِ نبوی کو اس جدید تعمیر میں شامل کرنا ضروری تھا، لیکن یہ ایسا نازک اور حساس کام تھا کہ اس کی خلافت ہی خطرے میں پڑ جاتی، کیونکہ مسلمانوں کو حجراتِ نبوی سے ایسی عقیدت اور تعلق تھا کہ وہ خود اپنی آنکھوں کے سامنے حجراتِ نبوی کو گراتا نہیں دیکھ سکتے تھے، ولید بن عبدالملک کافی فکر مند تھا کہ اس معاملے کو کیسے حل کیا جائے......آخر اس نے مدینہ منورہ کے گورنر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو لکھا:

''مسجدِ نبوی مسلمانوں کے لئے ناکافی ہورہی ہے، ہجوم کی وجہ سے لوگ مسجدِ نبوی میں نماز پڑھنے کی سعادت سے محروم ہورہے ہیں، خاص طور پر حج کے دنوں میں تو مسجدِ نبوی میں داخل ہونا ممکن ہی نہیں ہوتا، لہٰذا موجودہ مسجدِ نبوی کی چاروں دیواروں کو منہدم کرکے اس میں توسیع کردی جائے اور حجراتِ نبوی ﷺ کو اس میں داخل کردیا جائے اور آس پاس کے مکانات اور کھلے حصوں کو بھی معقول معاوضہ دے کر ان کے مالکوں سے حاصل کیا جائے، چونکہ یہ نہایت نازک اور حساس معاملہ ہے اس لئے اپنے ماموں زاد بھائی قاسم بن محمد (رحمہ اللہ) اور ان کے خالہ زاد بھائی سالم بن عبداللہ (رحمہ اللہ) کو اس کام میں شریک کرلیں، تاکہ مدینہ منورہ کے مسلمانوں کو یہ اطمینان ہوجائے کہ جس کام میں یہ دونوں بزرگ شامل ہوں اس کام میں کسی قسم کی برائی نہیں، اس طرح اختلاف وانتشار بھی نہ ہوگا، کیونکہ مسجدِ نبوی کی توسیع وتعمیر اس سے پہلے حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما بھی کرچکے ہیں، اس لئے ہمارے لئے ان کا نمونہ واسوہ کافی ہے''

مدینہ منورہ کے گورنر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے حضرت قاسم بن محمد اور حضرت سالم بن عبداللہ رحمہما اللہ اور شہر کے نیک نام بڑے لوگوں کو جمع کیا اور خلیفہ کا پیغام پہنچایا، چنانچہ دونوں ائمہ اور شہر کے بڑے

لوگوں نے خلیفہ کی تجویز کو پسند کیا، اور کام کا آغاز ہوگیا، مدینہ منورہ کے لوگوں نے جب یہ منظر دیکھا کہ کہ امام الحدیث قاسم بن محمد رحمہ اللہ اور ان کے رفیقِ خاص سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ جدید تعمیر میں حصہ لے رہے ہیں تو سب نے اس عمل کو خیر جانا اور سب لوگ مل کر اس کی تعمیر میں شریک ہوگئے۔

قاسم بن محمد رحمہ اللہ تقویٰ اور طہارت اور اتباع سنت میں اپنے دادا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بہت مشابہت رکھتے تھے، حتیٰ کہ یہ بات لوگوں میں مشہور ہوگئی تھی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد ونسل میں اب تک ان صفات کا جامع کوئی دوسرا لڑکا پیدا نہیں ہوا۔

ان کی عاجزی کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک مرتبہ حج بیت اللہ کے موقع پر میدانِ منیٰ میں ایک مرتبہ حاجیوں کا ہجوم ہوگیا، ہر شخص اپنے اپنے مسائل دریافت کررہا تھا، قاسم بن محمد رحمہ اللہ ان کے جوابات دیتے جاتے، اور کبھی یہ کہتے کہ میں نہیں جانتا کسی اور عالم سے دریافت کرلو، قریبی لوگوں کو بڑا تعجب ہوا کہ کیسے متواضع آدمی ہیں کہ جس بات کا علم نہیں ہوتا فوراً اعتراف کرلیتے ہیں، خود فرمایا کرتے تھے کہ جس بات کا علم ہو اس کو بیان کرنے میں بخل نہیں کرنا چاہئے اور جس کا علم نہ ہو اس کا بھی اظہار کردینا چاہئے، خاموش یا انجان ہونا ٹھیک نہیں (یہ آپ کے تقوے کی شان تھی) اسی طرح فرمایا کرتے تھے کہ جس بات کا علم نہ ہو اس کے بارے میں یہ کہہ دینا کہ ''میں نہیں جانتا'' یہ نصف (آدھا) علم ہے اور اپنی ناواقفیت کا اعتراف کرلینا بغیر علم کے بات کہنے سے بہتر ہے۔

جب آپ کا آخری وقت تھا تو مرض الموت میں کاتب کو بلوا کر وصیت لکھنے کو کہا، اس نے وصیت کے شروع میں لکھا ''قاسم بن محمد وصیت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں''، کفن سے متعلق وصیت کرتے ہوئے اپنے بیٹے سے فرمایا: ''بیٹا! میرے کفن میں نیا کپڑا دینے کی ضرورت نہیں وہی لباس جس میں میں نمازیں ادا کرتا ہوں، چادر (یعنی بغیر سِلا ہوا کپڑا جو کافی لمبا ہوتا تھا اور اہلِ عرب استعمال کرتے تھے) قمیص، ازار میں کفن دینا، یہی کفن میرے دادا جان سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تھا، اور میری قبر لحد (بغلی) بنانا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف بھی ایسی ہی تھی اور مجھے دفن کرنے کے بعد میرے بارے میں کوئی تبصرہ نہ کرنا کہ وہ ایسے تھے اور ایسے تھے حالانکہ میں کچھ بھی نہ تھا'' ان وصیتوں کے بعد باختلافِ روایات ۱۰۷ھ یا ۱۰۸ھ میں (مکہ ومدینہ کے درمیان) مقامِ قدید میں انتقال فرمایا اور اس سے تین میل کے فاصلہ پر ''مشلل'' مقام میں سپردِ خاک کئے گئے، انتقال کے وقت آپ کی عمر بہتر یا ستتر سال تھی۔

Iqra Ghufran

پیارے بچو! ابوریحان

ملک وملت کے مستقبل کی عمارت گری وتربیت سازی پر مشتمل سلسلہ

پڑھائی سے جان چرانے کے بہانے

پیارے بچو! ایک مرتبہ کسی سکول میں ایک کلاس کے لڑکوں نے چھٹی کرنے اور سبق نہ پڑھنے کے بارے میں آپس میں مشورہ کیا کہ کوئی ایسا طریقہ نکالنا چاہئے جس سے آج چھٹی مل جائے اور ہمارے استاذ کسی طرح سبق نہ پڑھائیں، کسی بچے نے کچھ مشورہ دیا اور کسی نے کچھ، لیکن سب کے مشوروں میں کچھ نہ کچھ خامی اور کمزوری نظر آئی، بالآخر کلاس کے ایک تیز طرار اور چالاک لڑکے نے یہ مشورہ پیش کیا کہ جوں ہی آج استاذ صاحب کلاس میں پہنچیں تو ایک ایک کرکے سب لڑکے استاذ جی سے ان کی طبیعت پوچھیں اور ایسے انداز سے ان کی مزاج پرسی کریں جس سے استاذ جی کو یقین ہوجائے کہ واقعی آج ان کی طبیعت خراب ہے اور جب بیماری کے بارے میں استاذ جی کا ذہن بن جائے تو سب مل کرانہیں آرام کا مشورہ دیں۔ یہ سارے معاملات طے کرلئے گئے۔

تھوڑی دیر بعد استاذ صاحب کلاس میں آگئے، استاذ کے اپنی نشست (سیٹ) پر بیٹھتے ہی، پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق ایک بچہ بولا ...... استاذ جی! آج آپ کی طبیعت کچھ خراب محسوس ہورہی ہے، چہرے سے تھکن اور بخار کے اثرات نظر آرہے ہیں ...... آپ کی طبیعت ٹھیک ہے نا......

استاذ صاحب: ...... نہیں میں بالکل ٹھیک ہوں، کوئی ایسی بات نہیں، البتہ رات کو دیر سے سونا ہوا تھا، اس لئے نیند پوری نہیں ہوئی۔ **دوسرا بچہ** ...... استاذ جی یہ لڑکا صحیح کہہ رہا ہے ...... مجھے بھی آپ کی طبیعت کچھ بھاری بھاری لگ رہی ہے، اور آپ کی آواز سے بھی محسوس ہورہا ہے کہ آپ کی طبیعت ضرور گڑبڑ ہے......

استاذ صاحب ...... کوئی بات نہیں، یہ چھوٹی موٹی باتیں اور چھوٹے موٹے مسائل انسان کے ساتھ لگے ہی رہتے ہیں۔

تیسرا بچہ ...... استاذ جی، ہمیں تو دراصل آپ کی فکر ہے، رات کو بھی صحیح آرام نہیں ہوا، اور اب پھر آپ دماغی اور ذہنی کام کریں گے، اس سے خطرہ ہے کہ آپ کی طبیعت زیادہ ہی خراب نہ ہوجائے، اور پھر کوئی لمبا مسئلہ نہ کھڑا ہوجائے، اس لئے بہتر یہ ہے کہ آپ ایک آدھ دن آرام فرمالیجئے، پڑھنے پڑھانے کے

Idara Ghufran

لئے ساری عمر پڑی ہے، لیکن اگر انسان زیادہ بیمار ہوجائے تو زندگی کا ہی خطرہ ہوجاتا ہے، جب استاذ صاحب نے ایک ایک کر کے بچوں کی طرف سے مزاج پرسی کی یہ مختلف باتیں سنیں اور سب بچوں کی بیک زبان تائید بھی ہوگئی تو نفسیاتی طور پر متأثر ہوگئے اور چھٹی کر کے گھر چلے گئے اور گھر میں جا کر اپنی بیوی صاحبہ سے کہا کہ مجھے چادر اوڑھا دو، میری طبیعت ٹھیک نہیں، کچھ بخار وغیرہ کی حرارت ہے، بیوی صاحبہ نے جب ہاتھ لگا کر دیکھا تو بخار وغیرہ کچھ محسوس نہ ہوا۔ بیوی صاحبہ بولیں......کونسا ڈاکٹر کہتا ہے کہ آپ کو بخار ہے؟ **استاذ صاحب**......ڈاکٹر تو کوئی نہیں کہتا، لیکن کلاس کے سارے بچے کہہ رہے ہیں کہ آج میری طبیعت خراب ہے، کیا وہ سارے جھوٹ بول سکتے ہیں؟ **بیوی صاحبہ**......میاں تم کس چکر میں آ گئے ہو، اگر تم کلاس کے لڑکوں کی باتوں پر چلو گے تو وہ تو تمہاری نوکری ہی ختم کرادیں گے اور تمہیں ساری زندگی کے لئے اچھا خاصا معذور بنادیں گے، یہ باتیں سن کر استاذ صاحب کو غور کرنے سے پتہ چلا کہ یہ تو واقعی ایک ڈرامہ اور کلاس کے بچوں کی طرف سے چھٹی کرنے کا ایک بہانہ اور حیلہ تھا، لیکن آج کا دن تو چھٹی میں گزر ہی چکا ہے، اور کلاس کے لڑکوں کا مقصد حاصل ہوگیا تھا۔

اس واقعہ سے اس بات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کلاس کے لڑکوں اور پڑھنے والے بچوں کو پڑھائی سے جان چرانے اور چھٹی کرنے کی کیا کیا تدبیریں سوجھتی ہیں، بھلا سوچنے کی بات ہے کہ چھٹی ہونے میں استاذ کا کیا نقصان ہے، اگر نقصان ہے بھی تو خود پڑھنے والے بچوں کا ہے، مگر پڑھنے والے بچوں کو کون سمجھائے کہ سبق میں غیر حاضری کرنے اور پڑھائی سے چھٹی کرنے سے خود ان کا اپنا ہی نقصان ہوتا ہے، ایک دن کی چھٹی سے علم ایک دن پیچھے چلا جاتا ہے اور زندگی کا جو دن گذر گیا وہ دوبارہ ہاتھ نہیں آتا، شیطان پڑھنے والے بچوں کو طرح طرح کے حیلے سمجھا کر تعلیم سے جان چھڑانے کی دعوت دیتا ہے کیونکہ شیطان کو انسان کا تعلیم یافتہ ہونا پسند نہیں، شیطان یہ چاہتا ہے کہ انسان ساری زندگی جاہل رہے اور پڑھ لکھ کر کوئی اچھا انسان نہ بن جائے، کیونکہ جب انسان محنت سے اچھی اور بہتر تعلیم حاصل کرلیتا ہے تو وہ خود بھی شیطانی کاموں سے بچتا ہے اور دوسروں کو بھی بچانے کی کوشش کرتا ہے، پھر شیطان کیسے کسی کے پڑھنے لکھنے سے راضی اور خوش ہوسکتا ہے؟ بعض بچے جھوٹ موٹ میں گھر والوں کے سامنے بیماری کا مکر کرلیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ ان کے سر یا پیٹ وغیرہ میں درد ہے، اب سر یا پیٹ کا درد ایسی چیز ہے کہ آنکھوں سے نظر بھی نہیں آسکتا۔ گھر والے دھوکہ میں پڑ کر بچہ کی بات پر یقین کرلیتے ہیں اور پھر سکول میں

چھٹی کی درخواست بھیج دیتے ہیں، یہ بچے اس طرح چھٹی منا کر خوش ہو جاتے ہیں کہ چلو آج کی پڑھائی سے جان چھوٹ گئی۔

بچو!......علم حاصل کرنے میں انسان کو جو مشکلات پیش آتی ہیں اور جو محنت کرنی پڑتی ہے یہ فضول اور بے کار چیز نہیں ہے، جو بچے پڑھائی کے زمانے میں پابندی سے علم حاصل کرتے ہیں اور پڑھائی کے دوران پیش آنے والی مشکلات کو برداشت کرتے ہیں اور سکول سے چھٹی نہیں کرتے، وہ آگے چل کر اور بڑے ہو کر عیش و آرام کی زندگی گزارتے ہیں اور ان کی دوسرے لوگ بھی عزت کرتے ہیں اور جو بچے پڑھائی اور محنت سے جان چراتے ہیں، وہ بڑے ہو کر مشکلات اور پریشانیوں میں پڑ جاتے ہیں، اور ان کی دنیا میں بھی کوئی عزت نہیں ہوتی۔ ؎

پڑھو گے لکھو گے بنو گے نواب　　کھیلو گے کودو گے ہو جاؤ گے خراب
مشقت کی ذلت جنہوں نے اٹھائی　　جہاں میں ملی آخر ان کو بڑائی

مونچھیں بڑھانا، داڑھی کٹانا

کئی احادیث میں مونچھیں کٹانے اور داڑھی بڑھانے کا حکم ہے، لیکن اس کے برخلاف ہمارے بے شمار مسلمان بھائیوں کی حالت یہ ہے کہ وہ داڑھی کٹاتے اور منڈاتے ہیں اور مونچھیں بڑھاتے ہیں اور پھر مونچھیں بڑی ہونے کو فخر و عزت کا باعث سمجھتے ہیں اور بعض محکموں میں مونچھیں زیادہ بڑی ہونے پر خاص وظیفہ بھی فراہم کیا جاتا ہے، ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' کتنی بڑی حماقت اور اُلٹی سوچ ہے کہ احادیث میں جو حکم آیا ہے اس کی سراسر مخالفت کو اختیار کیا جاتا ہے۔

بزمِ خواتین مولانا محمد امجد

خواتین سے متعلق بنیادی شرعی احکام اور اصلاحی مضامین کا سلسلہ

● اربابِ فضل وکمال کے کمالات میں ماؤں کا حصہ

معزز خواتین! اگر آپ کو تاریخ سے کچھ واقفیت ہے خصوصاً اسلامی تاریخ سے، تو آپ جانتی ہوں گی کہ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ باکمال ہستیوں سے بھری پڑی ہے، رزم وبزم، علم وقلم، تیر وتلوار ہر میدان ہر شعبۂ زندگی میں مسلمانوں کے کارناموں کے انمٹ نقوش رقم ہیں، اگرچہ قلت وکثرت کے اعتبار سے اسلامی تاریخ کے مختلف ادوار میں اربابِ فضل وکمال کا تناسب مختلف رہا ہے لیکن کوئی زمانہ ان سے خالی نہیں رہا، زمانہ جتنا دورِ نبوت سے قریب تھا نبوت کے خیر وبرکت سے اسلامی معاشرے میں سعادتیں بھی عام تھیں، اور جتنا دورِ نبوت کا زمانہ دور ہوتا گیا، باکمال افرادِ امت کے تناسب میں کمی آتی گئی، چنانچہ نبی علیہ السلام کی اپنی تربیت یافتہ اور چشمۂ نبوت سے براہِ راست فیض یافتہ جماعت صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت تھی جن کے وجود سے امت نے وجود پایا، اور خیر الامم کی تشکیل عمل میں آئی، اس جماعت کا تو ہر ہر فرد سعادت ونیک بختی کا چلتا پھرتا نمونہ تھا، انہیں کے نفوسِ گرم سے اسلام نے شرق وغرب میں نمو پائی اور آفاقِ عالم تک رسائی حاصل کی، ان کے بعد تابعین وتبع تابعین کے طبقے ہیں جنہوں نے سر دھڑ کی بازی لگا کر صحابہ کی ریت وروایت کو حتی الامکان باقی رکھا، اور فضل وکمال، عظمت وعزیمت کی لازوال داستانیں رقم کیں، اگر جماعت صحابہ کا ہر ہر فرد آسمان ہدایت کا درخشندہ ستارہ تھا تو تابعین، تبع تابعین اور بعد کے طبقوں میں فقہاء، مفسرین، محدثین، متکلمین، داعیین، واعظین، مبلغین، اور نیک دل وبہادر سلاطین، مشائخ ومرشدین، غازی ومجاہدین اور عوام میں صالحین ومتقین ہدایت کے اس نظام شمسی کے چاند، سیارے اور متحرک کرّے تھے، جنہوں نے نبوت کے مرکز آفتاب کی ضوفشانیوں سے مستفید ہو کر اسی کے گرد گردش میں زندگی گذار دی اور ہدایت کی یہ روشنی ہر چہار جہت میں بکھیر دی۔

آپ کو سمجھاتے سمجھاتے کہیں ہم موضوع سے دور نہ بھٹک جائیں۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ تاریخ اسلام کے ان تمام طبقوں کی باکمال ہستیوں کی پرورش وتربیت میں اور ان کمالات تک پہنچنے میں خواتین کا بہت بڑا حصہ ہے، خصوصاً ماؤں نے بڑی قربانیاں دی ہیں، مجاہدے کئے ہیں، دکھ جھیلے ہیں، صرف ظاہری پرورش

Idara Ghufran

اورلباس پوشاک کے لئے نہیں بلکہ اس سے زیادہ علمی وعملی اور باطنی تربیت کے لئے ،اگر امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام بخاری، امام مسلم، حسن بصری، سعید بن جبیر رحمہم اللہ، وغیرہ بزرگانِ دین کی اسلامی خدمات سے دین نے عظمت اور امت نے عزت پائی ہے، تو ان کی ان خدمات واحسانات میں اُن بوڑھی ماؤں کا بھی پورا پورا حصہ ہے، جن کی جوانی اور بڑھاپے کے سن وسال اپنے ان سپوتوں کی پرورش وتربیت اور خیر خواہی میں بسر ہوئے، اوران ماؤں کی عفت وحیا، دینداری، تقویٰ وطہارت سے مزیّن اجلی سیرت اور روشن عادات نے اپنے فرزندوں کی سیرت کی تشکیل کی۔ آیئے! آپ کی ملاقات تاریخ اسلام کی چند خواتین سے کرائیں جنہوں نے امت کو یگانۂ روزگار سپوت فراہم کئے۔

والدہ امام مالک رحمہ اللہ

حضرت امام مالک رحمہ اللہ کی والدہ ماجدہ کا نام عالیہ بنت شریک تھا، بڑی عاقلہ فاضلہ تھیں، بیٹے کی تربیت اور تعلیم پر خاص توجہ کی، امام صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ میں علمِ دین حاصل کروں گا، تو فرمایا کہ آؤ میں تمہیں اہلِ علم کا لباس پہنا دوں، پھر مجھے اہل علم کے مخصوص کپڑے پہنائے، میرے سر پر طویلہ (سیاہ لمبی ٹوپی) رکھی اس کے اوپر عمامہ باندھا اور فرمایا ''امام ربیعہ رائی کی مجلسِ درس میں جاؤ اوران کے علم سے پہلے ان کے اخلاق وآداب سیکھو، اس وقت امام ربیعۃ رائی کا حلقۂ درس مسجدِ نبوی میں قائم تھا اور مدینہ منورہ کے معززین واشراف کا ان کے حلقہ میں جمگھٹا رہتا تھا، وہ امام مالک کے پہلے شیخ اور استاد ہیں، والدہ کی مردم شناس نگاہ اس امامِ وقت کی مجلس پر پڑی اور یہ لڑکا مالک ربیعہ کی مجلس سے امت کا امام بن کر اٹھا۔

والدہ امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ

حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ جلیل القدر تبع تابعی اور امام شافعی کے استاد ہیں، امام شافعی کا قول ہے کہ اگر امام مالک وسفیان نہ ہوتے تو حجاز سے علم ختم ہو جاتا، ان کی والدہ ماجدہ نے انہیں علمِ دین کی تعلیم جس انداز سے دلائی وہ مسلمان ماؤں کے لئے باعثِ عبرت ہے، سفیان کی والدہ نے ان سے کہا: پیارے بیٹے! تم علم حاصل کرو میں سوت کات کر تمہاری ضرورتوں کو پورا کروں گی، بیٹے! جب تم دس حدیثیں سیکھ لو تو اپنے بارے میں غور کرو کہ چال چلن تحمل اور وقار وسنجیدگی میں اضافہ ہوا ہے یا نہیں، اگر یہ صفات

تمہارے اندر پیدا نہیں ہوئیں تو سمجھ لو کہ یہ علم تمہارے حق میں مضر ہے، نافع نہیں ہے، والدہ کی خصوصی توجہ سے امام سفیان بن عیینہ نے ٨٧ سے زائد جلیل القدر تابعین، علماء دین سے علم سیکھا اور فضل وکمال کے مرتبے تک پہنچے، امت نے ان کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور آنکھوں پر بٹھایا اور زمانہ نے اس عظیم محدث کو امام تسلیم کیا، اور علم کے پیاسوں نے علمِ شریعت کے اس چشمۂ فیض سے اپنی پیاس بجھائی، اور خوب سیراب ہوئے۔

والدہ امام ابن عُلیہ رحمہ اللہ

ابن علیہ رحمہ اللہ نامور محدث اور عظیم فقیہ ہیں، ان کا اصل نام اسماعیل بن ابراہیم تھا، اپنی والدہ علیہ بنت حسان کی نسبت سے ابن علیہ کے نام سے مشہور ہیں، علیہ بنت حسان آزاد عورت نہیں تھی، بلکہ بنی شیبان قبیلہ کی لونڈی (باندی) تھی، ان کے بارے میں تاریخ میں لکھا ہے ''وہ بڑی محترم، عقل مند، ممتاز عورت تھی، بصرہ کے محلّہ عوقہ میں اس کا مکان اسی کے نام سے مشہور تھا، بصرہ کے بڑے بڑے علماء فقہاء بڑے بڑے علمی ودینی مسائل میں اس عالمہ فاضلہ اور باکمال خاتون کی طرف رجوع کرتے'' ١١٠ھ میں علیہ کے ہاں اس بچے اسماعیل کی ولادت ہوئی، جو ماں کی پرورش اور تعلیم وتربیت سے آنے والے زمانے میں علماء وفقہاء کا صدر نشین اور امام بنا، علیہ بنت حسان اپنے لڑکے اسماعیل کو اس زمانہ کے مشہور محدث عبدالوارث کے درس میں لے گئی، اس محدث کا بیان تاریخ میں مذکور ہے ''علیہ اپنے بیٹے اسماعیل کو میرے پاس لائی یہ بصرہ کا حسین ترین لڑکا تھا، ماں نے مجھ سے کہا یہ میرا بیٹا آپ کے پاس رہے گا اور آپ سے سیرت واخلاق سیکھے گا''۔ مشہور محدث امام ابراہیم حربی کا بیان ہے کہ جب ابن علیہ اپنے شیخ عبدالوارث کی مجلس سے نکلے تو اہلِ بصرہ شک نہیں کرتے تھے کہ وہ علمِ حدیث میں اپنے استاد سے زیادہ ثقہ ومعتبر ہیں۔

جس معاشرہ میں غلام اور باندی تک علمِ دین کا اتنا بلند، ستھرا اور نکھرا ذوق رکھتے ہوں اس میں علمی ودینی زندگی کس قدر بلند رہی ہوگی۔ امام اسماعیل بن علیہ تین بھائی تھے، اسماعیل، حماد اور محمد، اور تینوں بھائی اپنی ماں کی نسبت سے ابن علیہ کے نام سے مشہور ہوئے ہیں، بلکہ ان کی آگے اولاد بھی اسی لقب سے مشہور ہوئی، تینوں بھائی اپنے زمانہ کے مشاہیر علماء وفضلاء میں سے تھے اور ماں کی زیرِ تربیت سب اعلیٰ مرتبہ کو پہنچے (ان کے مفصل حالات، طبقات ابن سعد، آثار واخبار وغیرہ کتب میں ملاحظہ ہوں)

آپ کے دینی مسائل کا حل دارالافتاء

کیا بیس رکعت سے کم تراویح پڑھنا جائز ہیں؟

سوال :...... آج کل بعض خواتین وحضرات میں سے بہت سے پوری بیس رکعت تراویح نہیں پڑھتے اکثر وبیشتر آٹھ رکعت پڑھ کر سمجھتے ہیں کہ تراویح کی سنت ادا ہوگئی ہے، کیا آٹھ رکعت پڑھنے سے تراویح کی سنت ادا ہوجاتی ہے؟ بعض لوگوں سے سننے میں آتا ہے کہ بیس تراویح پڑھنا حضور ﷺ سے ثابت نہیں بلکہ صرف صحابہ سے ثابت ہے اور ہم تو حضور ﷺ کی اتباع کرتے ہیں، اس سلسلہ میں رہنمائی فرمادیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: ...... ''تراویح'' تَرْوِیْحَةٌ کی جمع ہے اور تَرْوِیْحَةٌ چار رکعت کے بعد ایک دفعہ آرام کرنے کو کہتے ہیں، تو چار رکعت کے بعد ایک ترویحہ ہوگا اور آٹھ رکعت کے بعد دو ترویحے ہوں گے جن کو عربی میں تَرْوِیْحَتَیْن کہا جائے گا کیونکہ عربی میں دو کو تثنیہ کہتے ہیں، جیسے والدین (والد اور والدہ) جانبین (دو طرف) اور بارہ رکعت کے بعد تین ترویحے ہوں گے، اور بارہ رکعت سے کم رکعتوں پر تراویح کا لفظ ہی نہیں بولا جاسکتا۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ ''اِنَّ عَلِیًّا اَمَرَ رَجُلًا اَنْ یُّصَلِّیَ بِالنَّاسِ خَمْسَ تَرْوِیْحَاتٍ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً'' (مصنف ابن ابی شیبہ، بیہقی، کنزالعمال ج ۸ رقم ۲۳۴۷۴)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو پانچ ترویحے یعنی بیس رکعت تراویح پڑھایا کرے (مصنف ابن ابی شیبہ، بیہقی) اس قسم کی اور بھی کئی روایات ہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ آٹھ رکعت کو تراویح کہنا یا ان کا تراویح نام رکھنا ہی صحیح نہیں۔ تراویح سنتِ موکدہ ہیں اور تراویح کی بیس رکعات ہیں اور یہ بیس رکعات سرکارِ دوعالم ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہیں اسی لئے حضرات تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے نزدیک تروایح کی بیس رکعات ہیں اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے ایک قول کے مطابق بھی تراویح کی بیس رکعات ہیں ان چاروں برحق اماموں نے بیس سے کم تراویح کو اختیار نہیں فرمایا۔ یہی جمہور کا قول ہے اور آج تک مشرق سے مغرب تک پوری دنیا میں اسی پر امتِ مسلمہ کا عمل ہے۔ کسی بھی دور میں بیس سے کم تراویح باجماعت پڑھنا تاریخی طور پر ثابت نہیں ہے، اہلِ مکہ اور اہلِ مدینہ کا مسلسل عمل بھی بیس

رکعت تراویح کا رہا ہے۔ سعودی عرب کے نامور عالم اور مسجد نبوی کے مشہور مدرّس، مدینہ منورہ کے قاضی ''شیخ عطیہ سالم'' نے مسجدِ نبوی میں نماز تراویح کی چودہ سو سالہ تاریخ پر عربی میں ایک مستقل کتاب لکھی ہے جس میں ہر صدی کے اعتبار سے باحوالہ مسجد نبوی میں بیس تراویح کا ہونا ثابت فرمایا ہے، اور آج کل بھی حرمین شریفین (مسجدِ حرام اور مسجد نبوی) میں تراویح کی بیس رکعات ہوتی ہیں۔ اس کے برخلاف آٹھ رکعات پڑھنے والے جمہور امت اور اجماع سے کٹے ہوئے ہیں اور بہت اقلیت میں ہیں اور غلطی پر ہیں کیونکہ جن روایات میں آٹھ رکعات کا ذکر ہے اس سے مراد تہجد کی نماز ہے، تراویح کی نماز مراد نہیں ہے اور یہ دونوں نمازیں الگ الگ ہیں (جیسا کہ آگے وتروں کے بیان میں آرہا ہے)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رمضان المبارک میں سرکار دو عالم ﷺ وتر اور بیس رکعات (تراویح) پڑھا کرتے تھے (ابن ابی شیبہ فی مصنفہ ج ۲ ص ۳۹۴ والبغوی فی معجمہ والطبرانی فی الکبیر والاوسط والبیهقی فی سننہ ،التعلیق الحسن ج ۲ ص ۵۶ ،مجمع الزوائد ج ۳ رقم ۵۰۱۸)

فائدہ: اس روایت کو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں، عبد بن حمید نے اپنی مسند میں، طبرانی نے معجم کبیر میں، بیہقی نے اپنی سنن میں، امام بغوی نے مصابیح السنہ اور امام ہیثمی نے مجمع الزوائد میں تحریر فرمایا ہے، اس مرفوع حدیث کے تمام راوی ثقہ اور معتبر ہیں (البتہ ایک راوی ''ابراہیم بن عثمان'' پر بعض محدثین نے جرح کی ہے، لیکن بعض دوسرے حضرات نے اس راوی کو ثقہ اور مضبوط قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو ''تہذیب'' ج ۱ ص ۱۴۵) لہٰذا اس حدیث کو ضعیف کہہ کر نظر انداز کرنا صحیح نہیں، اس کے علاوہ بہت سے قوی آثار اور صحابہ کے عمل سے بھی اس حدیث کی تائید ہوتی ہے جس سے اس کا یہ معمولی سا ضعف بھی دور ہو جاتا ہے، پھر جس حدیث کو ''تَلَقِّیُ بِالْقُبُوْلِ'' حاصل ہو جائے یعنی امت اس پر بلا نکیر عمل شروع کر دے تو اس کی سند پر بحث کی ضرورت نہیں رہتی لہٰذا اس حدیث سے بیس تراویح کی دلیل پکڑنا یقیناً درست اور صحیح ہے (اعلاء السنن ج ۷ ص ۸۲ بتصرف)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ امام رافعی رحمہ اللہ کے واسطہ سے نقل کرتے ہیں کہ

آنحضرت ﷺ نے دو رات بیس بیس رکعتیں پڑھائیں، جب تیسری رات ہوئی تو لوگ جمع ہوئے مگر آنحضرت ﷺ تشریف نہ لائے پھر صبح کو فرمایا مجھے خیال ہو گیا کہ تم پر فرض ہو جائے گی تو تم اس کو نبھا نہ سکو گے (تلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافع

الکبیر ج ۱ ص ۱۱۹ ،الحاوی للفتاوٰی ج ۲ ص ۷۵ ،اللوامع الدراری شرح صحیح البخاری)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ''مُتَّفَقٌ عَلٰی صِحَّتِہٖ'' اس حدیث کے صحیح ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہے (تلخیص الحبیر ج ۱ ص ۱۱۹) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تراویح حضور ﷺ کے دور سے ہی سنت چلی آرہی ہے، البتہ رمضان کی تمام راتوں میں عشاء کے فرائض کے بعد وتروں سے پہلے باجماعت تراویح کی نماز میں قرآن مکمل پڑھنے کا باضابطہ سلسلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں جاری ہوا۔ اس سے پہلے اس کا اہتمام نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ یہ فرض نہ ہو جائیں، جیسا کہ خود حضور ﷺ نے فرمادیا تھا، مسلم شریف کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں'' فَلَمْ یَمْنَعْنِیْ مِنَ الْخُرُوْجِ اِلَیْکُمْ اِلَّا اَنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ تُفْرَضَ عَلَیْکُمْ'' (صحیح مسلم)

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو کہ رسول اللہ ﷺ کے مزاج شناس تھے، اور آپ کو بڑا مقام حاصل تھا(لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیًّا لَکَانَ عُمَرَ. الحدیث) آپ نے انصار اور مہاجرین صحابہ کی موجودگی میں ان کے مشورہ سے اس محبوب اور مرغوب عمل کو باضابطہ شکل دی، کیونکہ وحی کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد اب فرضیت کا خطرہ نہ تھا۔ یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیس رکعتوں ہی کو کیوں اختیار کیا اس سے کم زیادہ کو کیوں اختیار نہیں کیا؟ جب یہ کوئی عقلی چیز نہیں کہ عقل سے سوچ کر تعداد مقرر کردی جائے، لہٰذا سوائے اس کے اور کوئی صورت نہیں کہ حضرت عمر اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کا قول یا فعل اسی طرح سنا اور دیکھا تھا، بغیر اس کے بطورِ خود بیس رکعتوں کی تعداد کو اجتماعی اور متفقہ طور پر تجویز کرلینا مرفوع حدیث کا حکم رکھتا ہے(کیونکہ عام صحابی کا بھی ایسا قول جس میں اجتہاد کا دخل نہ ہو محدثین کے اتفاقی اصولوں کے مطابق حکماً مرفوع ہوتا ہے)

حضرت یزید بن رومان فرماتے ہیں کہ حضرت عمر کے زمانے میں لوگ بیس رکعات (تراویح) اور تین رکعات وتر پڑھا کرتے تھے(مؤطأ امام مالک و اسنادہٗ مرسل قوی)

حضرت یحیٰی بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات تراویح پڑھائیں(رواہ ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ و اسنادہ قوی مرسل)

حضرت عبدالعزیز بن رفیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک میں مدینہ منورہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ لوگوں کو بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھایا کرتے تھے(اخرجہ

ابو بکر ابن ابی شیبة فی مصنفه واسناده حسن)

حضرت عطاء بن سائب حضرت عبدالرحمٰن سلمی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان المبارک میں قراء کو بلایا پھر ان میں سے ایک قاری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات تراویح پڑھائے۔راوی کا کہنا ہے کہ وتر حضرت علی رضی اللہ عنہ خود پڑھایا کرتے تھے (السنن الکبری للبیهقی ج ۲ ص ۴۹۶)

حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں ہم بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھا کرتے تھے (بیهقی فی المعرفة اسنادهٗ صحیح ،زیلعی ، نصب الرایة ج ۲ ص ۱۵۴ ،معرفة السنن والآثار ج ۴ ص ۴۲)

حضرت اعمش فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا معمول بھی بیس رکعات تراویح اور تین وتر پڑھنے کا تھا (مروزی ،قیام اللیل ص ۱۵۷)

فائدہ: ان روایتوں سے ثابت ہوا کہ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں ان کے قول وعمل سے بیس رکعات تراویح پڑھی جاتی تھیں۔

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''اَلْمُغْنِی'' میں بڑے دلکش انداز سے بیس رکعات تراویح پڑھنے کے پس منظر کو اس طرح ذکر فرمایا ہے کہ تراویح کی بیس رکعات ہیں اور یہ سنت موکدہ ہیں سب سے پہلے حضور نے ان کا آغاز فرمایا، دو یا تین شب آپ نے ان کی باقاعدہ جماعت فرمائی، پھر جب آپ نے اس بارے میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا انتہائی شوق وجذبہ دیکھا تو آپ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ نمازِ تراویح امت پر فرض نہ ہو جائے اس لئے آپ نے اس کی جماعت ترک فرما دی، اور حضراتِ صحابہ انفرادی طور پر تراویح پڑھتے رہے، یہاں تک کہ حضرت فاروقِ اعظم کا دور آ گیا، آپ انتہائی غور وفکر کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ حضور کے وصال کے بعد اب ان کی فرضیت کا کوئی امکان نہیں، لہٰذا تراویح کو اب باقاعدہ جماعت کے ساتھ ادا کرنا چاہئے۔ بالآخر آپ نے اس کا فیصلہ فرما لیا، اور حضرت ابی بن کعب کو تراویح کی امامت پر مقرر فرمایا، حضراتِ صحابہ میں سے کسی نے آپ کے اس فیصلہ پر نکیر نہیں فرمائی۔ بلکہ بخوشی اس پر عمل شروع کر دیا اور روایاتِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضرت فاروقِ اعظم نے حضرت ابی بن کعب کو بیس رکعات پڑھانے کا حکم فرمایا تھا، تمام صحابہ حضرت فاروقِ اعظم کے دور میں بیس رکعات تراویح پڑھتے تھے، اسی پر

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہو گیا اور اجماع خود مستقل حجت شرعیہ ہے۔اس لئے بیس رکعت تراویح کے ثبوت میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے، یہی راہِ حق ہے اور اس کو چھوڑ نا گمراہی ہے (المغنی ص ۷۹۹ ج ا بزیادہ) اسی سے ملتی جلتی تفصیل حضرت امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی فرمائی ہے (ملاحظہ ہو فتاوٰی ابن تیمیہ ج ا ص ۱۹۱) امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر حضرت علی اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم اور حضرت سفیان ثوری (المتوفی سن ۱۶۱ ہجری) حضرت ابن مبارک (المتوفی سنہ ۱۸۱ ہجری) حضرت امام شافعی رحمہم اللہ (المتوفی سنہ ۲۴۰ ہجری) تراویح میں بیس رکعت کے قائل تھے اور امام شافعی کا بیان ہے کہ اہل مکہ کو میں نے بیس رکعت پڑھتے دیکھا ہے (ترمذی ج ا ص ۹۹) علامہ ابن حجر ہیثمی رحمہ اللہ کی تحقیق بھی یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بیس رکعت تراویح پر اتفاق ہے (تحفۃ الاخیار ۱۹۷) مشہور حافظِ حدیث علامہ عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں بیس رکعت پڑھتے تھے (مرقاۃ ج ۲ ص ۱۷۴) بعض لوگوں کو آٹھ رکعت تراویح کے سنت اور بیس رکعت کے بدعت ہونے پر اصرار ہے، اور ان کا کہنا یہ ہے کہ بیس رکعت تراویح حضرت عمر کے دور میں شروع ہوئیں پہلے نہ تھیں، لیکن یہ لوگ پورے رمضان مستقل باجماعت تراویح اور وتر پڑھتے ہیں (حالانکہ بیس تراویح کا پڑھنا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور خلفائے راشدین کا عمل بھی مستقل حجت ہے) مگر ان کے دعوے کے مطابق ہمارے ان سے چند سوالات ہیں (۱) پورے رمضان تراویح پڑھنا؟ (۲) پورے رمضان باجماعت تراویح پڑھنا؟ (۳) رمضان میں وتر کی نماز باجماعت پڑھنا؟ (۴) تراویح میں پورا قرآن مجید پڑھنا؟ یہ تمام چیزیں کس سے ثابت ہیں؟ ان لوگوں کی یہ عجیب نرالی منطق ہے کہ دورِ فاروقی میں تراویح کی پوری کیفیت تو قابل قبول ہے اور بدعت کے مفہوم میں داخل نہیں لیکن تراویح کی تعداد محل نظر ہے۔

بعض لوگوں کو اس موقع پر جو یہ شبہ ہوجاتا ہے کہ جو عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہوا گرچہ وہ کتنے بڑے صحابی اور خلفائے راشدین ہی سے کیوں نہ ثابت ہو، وہ ہمارے لئے حجت اور قابلِ عمل نہیں اور کیونکہ تراویح کی تعداد اور موجودہ تفصیلات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں لہٰذا ہمارے لئے یہ قابل قبول نہیں۔مگر یہ بات پہلے گذر چکی ہے کہ تراویح کا عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور عمل سے ثابت ہے، پھر خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفائے راشدین کے عمل کو بھی امت کے لئے حجت اور قابلِ عمل بلکہ سنت قرار دیا ہے۔چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

’’بلاشبہ جوشخص تم میں سے میرے بعد زندہ رہے گا تو وہ بہت اختلافات دیکھے گا، پس تم پر (ایسے وقت) میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے۔ جو ہدایت یافتہ ہیں، اس سنت کو تم مضبوطی سے پکڑے رکھنا اور اس کو اپنی داڑھوں کے نیچے خوب دبا لینا، اور تم (دین میں) نئی نئی باتوں کے (پیدا کرنے) سے بچنا کیونکہ (دین میں) جو بھی نئی چیز نکالی جائے بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے‘‘ (مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، مسند دارمی، مشکوٰۃ شریف، مستدرک حاکم) لہٰذا بیس تراویح پڑھنا سنت مؤکدہ (واجب کے قریب) ہے اور بیس سے کم پڑھنا اولاً تو تراویح میں داخل ہی نہیں، دوسرے بیس سے کم پڑھنے میں تراویح کی سنت ادا نہیں ہوگی، جیسا کہ ظہر کے فرضوں سے پہلے اگر کوئی چار سنتوں کے بجائے دو رکعت پڑھ لے تو ظہر کی سنتیں ادا نہیں ہوں گی، اسی طرح بیس سے کم رکعت پڑھ کر تراویح کی سنت ادا نہیں ہوگی۔ اگر کسی کو تھکن یا کمزوری وغیرہ کی وجہ سے تراویح کھڑے ہوکر پڑھنا مشکل ہو تو اس کا حل شریعت نے خود یہ رکھ دیا ہے کہ وہ بیٹھ کر تراویح پڑھ لے، لیکن تعداد پوری کرنی ضروری ہوگی (ماخوذ از ’’رمضان المبارک کے فضائل واحکام‘‘ بتغیر مطبوعہ ادارہ غفران)

فقط واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم۔ طارق محمود۔ ۱/ رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

دارالافتاء والاصلاح: ادارہ غفران، راولپنڈی۔

﴿بقیہ اخبارِ عالم متعلقہ صفحہ ۸۳﴾ **12/ اکتوبر:** اشیائے صرف کی قیمتوں میں 10 فیصد کمی، وزیراعظم نے رمضان پیکیج کی منظوری دے دی **13/ اکتوبر:** 1500 کلومیٹر تک مار کرنے والے غوری V حتف کا کامیاب تجربہ، صدر وزیراعظم کی سائنس دانوں کو شاباش ★ حرکت المجاہدین العالمی کے سربراہ عاطف کو عمر قید کی سزا سنادی گئی **14/ اکتوبر:** عراق: موصل اور بغداد میں فدائی حملے 9 امریکی ہلاک فلاجہ پر بمباری 15 شہری شہید ★ خارجہ پالیسی پر پارلیمنٹ میں بحث کا فیصلہ، وفاقی کابینہ نے منظوری دے دی **15/ اکتوبر:** جنوبی وزیرستان: کمانڈو ایکشن، پانچوں اغوا کار اور 1 مغوی چینی انجینئر ہلاک ★ مولانا عبدالعزیز اور علامہ عبدالرشید غازی کے خلاف مقدمات ختم، الزامات غلط فہمی کی بنیاد پر لگے، اعجاز الحق **16/ اکتوبر (یکم/ رمضان)** : قومی اسمبلی: اپوزیشن کا ہنگامہ طاہر القادری کا مستعفی ہونے کا اعلان ★ افغان صدارتی انتخابات: پانچ صوبوں میں کرزئی کو واضح برتری، ٹرن آؤٹ 75 فیصد رہا، کابل، قندوز، مزار شریف، گردیز اور قندھار میں اب تک کے نتائج کے مطابق کرزئی نے 59 فیصد، یونس قانونی نے 17 فیصد اور دوستم نے 13 فیصد ووٹ حاصل کئے **17/ اکتوبر:** عراق: 6 گرجا گھروں میں دھماکے فدائی حملے، 5 امریکیوں سمیت 8 ہلاک جھڑپوں میں 8 شہری شہید

کیا آپ جانتے ہیں؟ م۔ر۔ن

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

شبِ قدر

رمضان المبارک میں ایک رات ایسی ہے جس کا نام ''لیلۃ القدر'' ہے ★ اس رات کی عبادت کرنے والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک صاحبِ قدر و منزلت ہو جاتا ہے، اور اس رات میں تقدیر کے فیصلے بھی ہوتے ہیں، اس لئے اس رات کا نام قدر والی رات رکھا گیا ہے ★ اس رات میں لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر قرآن مجید نازل ہوا ★ یہ رات ہزار مہینوں سے افضل اور بہتر ہے ★ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے زمین پر فرشتے اور خصوصاً حضرت جبرئیل علیہ السلام اترتے ہیں ★ اس پوری رات میں صبح صادق ہونے تک خیر و برکت اور امن و سلامتی کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نزول ہوتا ہے ★ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے کسی ایک رات میں شب قدر واقع ہونے کی امید ہوتی ہے ★ شب قدر سے محروم رہنے والے کو حدیث شریف میں بہت بڑا محروم قرار دیا گیا ہے ★ شب قدر میں جتنی اور جو چاہیں عبادت کی جاسکتی ہے ★ شب قدر میں تمام رات جاگنا ضروری نہیں بلکہ جتنا سہولت اور اخلاص کے ساتھ ہو سکے وہی غنیمت ہے ★ شب قدر کے بارے میں ایک خاص دعا پڑھنے کا بھی حدیث میں ذکر آیا ہے وہ دعا یہ ہے: ''**اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ**'' جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ''اے اللہ! تو بے شک بہت معاف کرنے والا ہے اور معاف کرنے کو پسند کرتا ہے پس مجھ کو بھی معاف فرما دیجئے'' (ترمذی، احمد، ابن ماجہ، حاکم، بیہقی) ★ اس رات کی عبادت تنہائی اور خلوت میں کرنی چاہئے، مساجد وغیرہ میں خاص اس رات کی عبادت کے لئے جمع ہونا درست نہیں۔

آسیب اور جن کا اثر دور کرنے کا عمل

جس انسان (مرد یا عورت) پر جن کا اثر ہوتا ہو، پوری ''سورہ جن'' (پارہ ۲۹) پڑھ کر اس کے اوپر دم کیا جائے، یا لکھ کر اس کے بازو وغیرہ پر باندھی جائے، انشاء اللہ تعالیٰ جنات و آسیب کے اثر سے حفاظت ہوگی (اعمال قرآنی ص ۲۰)

حیرت کدہ

مولانا عبدالسلام

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

ذوالقرنین کے دور کی ایک حق پرست قوم کا حیران کُن معاشرہ

ایک ایسی قوم جو راہِ حق پر گامزن تھی اور اس کے تمام جملہ امور حق پر مبنی تھے، اور اعمال حسنہ ان کے حد درجہ کمال کے تھے، ایسی قوم کہ نہ ان کے درمیان کوئی جج تھانہ پولیس تھی نہ بادشاہ، اس کے عمل وفعل اور ہر ایک چیز میں عدل وانصاف تھا، اس قوم کے گھروں اور دکانوں کے دروازے بندنہیں ہوتے تھے، نہ ان کو تالہ لگانے کی ضرورت پیش آتی تھی، یہ حضرت ذوالقرنین کے وقت کی ایک قوم کے حالات ہیں۔

حضرت ذوالقرنین جن کا ذکر قرآن مجید کے سولھویں سپارے میں سورہ کہف میں تفصیل سے آیا ہے، اللہ کے حکم سے تمام دنیا گھومے، بے شمار سفر کئے، بحری بھی اور بری بھی ان کے حالات کے تذکرہ میں اللہ تعالیٰ ارشادفرماتے ہیں''انا مکنا له فی الارض و آتینه من کل شیئ سببا''(سورہ کھف) ''ہم نے اس کو زمین میں قوت عطا کی تھی اور ہر طرح کے اسباب مہیا کئے تھے'' حضرت ذوالقرنین کا اس قوم پر بھی گذر ہوا، جس کا مختصر نقشہ درج بالا سطور میں کھینچا گیا، ان کے متأثر کن حالات اور طور وطریقے دیکھے، آپ نے اس سے پہلے ایسی بلند ہمت اور شریفانہ اطوار کی حامل کوئی قوم نہیں دیکھی تھی، اس لئے اس قوم کے احوال میں آپ نے بہت دلچسپی لی، ان کے حالات کی تحقیق وتفتیش کا تجسس پیدا ہوا، آپ نے اس قوم سے مخاطب ہوکر فرمایا: تم لوگ مجھے اپنے حالات سے مطلع کرو؟ ان کے نمائندہ نے کہا کہ آپ اس سلسلہ میں جو چاہیں سوال کریں میں ان کا جواب دیتا جاؤں گا۔ حضرت ذوالقرنین کی طرف سے سوالات اور اس قوم کے نمائندہ کی طرف سے جوابات کا سلسلہ اپنے اندر بہت بڑی عبرت ونصیحت رکھتا ہے، جس کو یہاں نقل کیا جاتا ہے '' فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ ''(اے عقل والو! اس سے عبرت حاصل کرو)

حضرت ذوالقرنین: تمہاری قبریں تمہارے گھروں کے دروازوں کے سامنے کیوں ہیں؟...... **نمائندۂ قوم:** تاکہ ہم موت کو نہ بھول جائیں اور اس کی یاد ہمارے دلوں میں ہمہ وقت آتے جاتے باقی رہے۔

حضرت ذوالقرنین: تمہارے دروازوں پر قفل (تالے) کیوں نہیں لگتے؟...... **نمائندہ:** ہم میں کوئی

Idara Ghufran

خائن اور مشتبہ نہیں بلکہ سب امانت دار ہیں...... **حضرت ذوالقرنین:** تمہارے یہاں امراء (وڈیرے) کیوں نہیں ہیں؟...... **نمائندہ:** ہم کو امراء (وڈیروں) کی ضرورت نہیں ہے...... **حضرت ذوالقرنین:** تمہارے اوپر حکام (حکمران) کیوں نہیں ہیں؟...... **نمائندہ:** کیونکہ ہم آپس میں جھگڑا نہیں کرتے، جو حکام کی ضرورت پیش آئے...... **حضرت ذوالقرنین:** تم میں مالدار کیوں نہیں ہیں؟...... **نمائندہ:** کیونکہ ہمارے یہاں مال کی کثرت نہیں ہے...... **حضرت ذوالقرنین:** تمہارے یہاں بادشاہ کیوں نہیں ہے؟...... **نمائندہ:** ہمارے یہاں دنیاوی حکومت وسلطنت کی کسی کو رغبت اور طلب ہی نہیں...... **حضرت ذوالقرنین:** تمہارے اندر اشراف (مال کی حرص وطمع) کیوں نہیں ہے؟...... **نمائندہ:** کیونکہ ہمارے اندر تفاخر (اور ایک دوسرے پر بڑائی جتلانے) کا مادہ ہی نہیں ہے...... **حضرت ذوالقرنین:** تمہارے درمیان باہم اختلاف کیوں نہیں ہے؟...... **نمائندہ:** کیونکہ ہم میں صلح (اور ایک دوسرے کے ساتھ ہمدری میل ملاپ) کا مادہ بہت زیادہ ہے...... **حضرت ذوالقرنین:** تمہارا آپس میں جھگڑا کیوں نہیں؟...... **نمائندہ:** ہم میں حلم (نرمی) اور بردباری (تحمل وبرداشت) کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی ہے...... **حضرت ذوالقرنین:** تم سب کی بات ایک اور طریقہ راست کیوں ہے؟...... **نمائندہ:** یہ اس وجہ سے ہے کہ ہم آپس میں نہ جھوٹ بولتے ہیں، نہ دھوکہ دیتے ہیں اور نہ (ایک دوسرے کی) غیبت کرتے ہیں...... **حضرت ذوالقرنین:** تمہارے سب کے دل یکساں اور تمہارا ظاہر وباطن بھی یکساں ہے اس کی کیا وجہ ہے؟...... **نمائندہ:** اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم سب کی نیتیں صاف ہیں، اس لئے ہم میں حسد اور دغابازی نہیں ہے...... **حضرت ذوالقرنین:** تم میں کوئی مسکین اور فقیر کیوں نہیں ہے؟...... **نمائندہ:** کیونکہ جو کچھ ہمارے ہاں پیدا ہوتا ہے، ہم سب اس کو برابر تقسیم کر لیتے ہیں...... **حضرت ذوالقرنین:** تمہارے یہاں کوئی درشت مزاج اور تندخو (ٹیڑے مزاج اور غصہ والا) کیوں نہیں ہے؟...... **نمائندہ:** کیونکہ ہم سب خاکسار اور متواضع ہیں...... **حضرت ذوالقرنین:** تم لوگوں کی عمریں دراز (لمبی) کیوں ہیں؟...... **نمائندہ:** کیونکہ ہم سب ایک دوسرے کے حق ادا کرتے ہیں، اور حق کے ساتھ آپس میں اتفاق کرتے ہیں...... **حضرت ذوالقرنین:** تم باہم ہنسی مذاق کیوں نہیں کرتے؟...... **نمائندہ:** تاکہ ہم استغفار سے غافل نہ ہوں...... **حضرت ذوالقرنین** :تم غمگین کیوں نہیں ہوتے؟...... **نمائندہ:** ہم بچپن سے بلائیں اور مصیبتیں جھیلنے کے عادی ہوگئے ہیں، لہٰذا ہم کو ہر چیز (خواہ غم ہو یا مصیبت) مرغوب ومحبوب ہوگئی ہے

......**حضرت ذوالقرنین**: تم لوگ آفات (عذاب) میں کیوں نہیں مبتلا ہوتے، جیسا کہ دوسرے لوگ مبتلا ہوتے ہیں؟......**نمائندہ**: کیونکہ ہم غیرُاللہ پر بھروسہ نہیں کرتے، اور نہ ہم نجوم وغیرہ کے معتقد ہیں (لہٰذا ہماری اللہ تعالیٰ حفاظت فرماتے ہیں)......**حضرت ذوالقرنین**: اپنے آباءواجداد کا حال بیان کرو کہ وہ کیسے تھے؟......**نمائندہ**: ہمارے آباءواجداد بہت اچھے لوگ تھے، وہ اپنے مساکین پر رحم کرتے اور فقیروں سے بھائی چارگی کا برتاؤ، جو ان کے ساتھ برائی کرتا وہ ان کے ساتھ بھلائی کرتے تھے، جواُن کے ساتھ جہل کا معاملہ کرتا تو وہ ان کے ساتھ بردباری (تحمل وبرداشت) کا معاملہ کرتے، آپس میں صلہ رحمی کرتے، نماز کے اوقات کی حفاظت کرتے، اپنے وعدہ کو پورا کیا کرتے تھے، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے سب کام درست کرر کھے تھے، اور جب تک زندہ رہے ان کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا اور اللہ تعالیٰ نے اب ان کی اولاد یعنی ہم کو بھی انہی کے نقشِ قدم (اور طریقۂ کار) پر قائم وثابت رکھا۔

یہ سب باتیں سن کر حضرت ذوالقرنین نے فرمایا کہ اگر میں کسی جگہ قیام کرتا تو تمہارے پاس کرتا۔ لیکن مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہیں قیام کی اجازت نہیں ہے (بلکہ دنیا میں چکر کاٹنے اور گھومنے پھرنے اور بعض ذمہ داریاں پوری کرنے کا حکم ہے) اس لئے معذور ہوں (حیات الحیوان ج ۲ ص ۴۸۳ تا ۴۸۴)

یہ ایک ایسی قوم تھی جو بے مثال تھی، ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں سے نوازا تھا، اور اس قوم کا کمال یہ دیکھئے کہ کوئی پولیس اور حکومت نہیں اس کے باوجود انصاف قائم ہے، ہر ایک اپنے کام میں مصروف ہے، کسی کا حق تلف نہیں کرتے ہیں، ایک دوسرے کے حقوق کی حفاظت کرتے ہیں، ایک دوسرے کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آتے ہیں۔ اللہ کے حکموں کے مکمل تابعدار اور شیطان کے حیلوں اور چالبازیوں سے محفوظ ہیں احساس ذمہ داری اور اللہ تعالیٰ کا خوف ہر وقت دامن گیر ہے۔ اس وجہ سے کسی کو دوسرے سے کسی قسم کا کوئی خوف نہیں، ہر ایک دوسرے سے مطمئن ہے۔

دستِ قضا میں ہے صورتِ شمشیر وہ قوم ہر آن جو کرتی ہے اپنے عمل کا احتساب

طب و صحت حکیم محمد فیضان

طبی معلومات و مشوروں کا مستقل سلسلہ

موٹاپا

موٹاپا اس صدی کی بڑی بیماریوں میں سے ہے جو کئی بیماریوں کو جنم دیتا ہے۔ مثلاً عورتوں میں چھاتی کا کینسر بانجھ پن، انتڑیوں کے کینسر، مردوں میں بلڈ پریشر، یورک ایسڈ میں اضافہ کولسٹرول کی زیادتی، بواسیر، گٹھیا، جوڑوں کا درد، گھٹنوں، کمر درد، اور سانس کی تکلیف، خراٹوں، تھکن وغیرہ۔ عالمی ادارہ صحت کے سینئر مشیر ڈاکٹر جوڈتھ میکلے کی رائے ہے کہ دنیا بھر میں 13 سے 15 سال کی عمر میں 5 سال سے کم عمر کے 18 ملین بچے موٹے اور فربہ ہوتے ہیں، جبکہ 13 سے 15 سال کی عمر کے 14 فیصد بچے سگریٹ نوشی کرتے ہیں۔ ایک نئی تحقیق سے پتہ چلا ہے 18 سے 34 سال کی عمر کے موٹے لوگوں میں دانت اور مسوڑھوں کی خرابی کا تناسب 76% تک زیادہ ہوتا ہے جس کی بڑی وجہ فربہ افراد میں خوراک کے بارے میں پائے جانے والے غیر صحت مندانہ رجحانات ہیں۔ یہ سب ایسی بیماریاں ہیں جو عذاب جان بن جاتی ہیں۔ صرف یہی بیماریاں نہیں موٹاپے کی وجہ سے شدید تر نوعیت کے امراض بھی لاحق ہو سکتے ہیں مثلاً سرطان، ذیابیطس، مرض قلب، فالج، گردوں کی خرابی اور آنت اترنا۔ اکثر یہ بیماریاں اچانک ہوتی ہیں اور صحت کو بری طرح متاثر کرتی ہیں۔ اس وقت موٹاپے کو ذیابیطس ٹائپ 2، ہائی بلڈ پریشر، امراضِ قلب لاحق ہونے کی بڑی وجہ قرار دیا جاتا ہے جدید تحقیق کے مطابق موٹاپے ہی کی وجہ سے آجکل نان الکحلک اسٹیٹو ہیپاٹائٹس (Nash) بھی تیزی سے پھیل رہا ہے اس مرض میں جگر کے خلیوں میں چکنائی بھر جاتی ہے اس کا بڑا سبب بھی موٹاپا ہے، امریکی ماہرین کے مطابق (Nash) اور موٹاپے کی وجہ سے ہلاکتوں کا سلسلہ 30 سے 40 سال تک ایک ایسا تباہ کن مسئلہ صحت بن جائے گا جس سے نمٹنا ہمارے موجودہ نظام صحت و علاج کے لئے مشکل ہو جائے گا۔ جس طرح کینسر اور ایڈز جدید دور کے خطرناک اور مہلک مرض ہیں اسی طرح موٹاپا بھی اس دور کا عسیر العلاج مرض ہے۔ آجکل جگہ جگہ برٹش سلمنگ سینٹر کے اشتہارات اور اخبارات میں طرح طرح کے دعوے دیکھنے اور سننے کو مل رہے ہیں جن سے متاثر ہو کر کافی لوگ ان کو آزماتے ہیں مگر تجربہ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ جب تک یہ سینٹر ورزشوں کے ساتھ ساتھ کھانے کی ادویات استعمال کراتے رہتے ہیں تو موٹاپا کم رہتا ہے مگر جب یہ علاج ترک کر دو تو

Iqra Ghufran

بیماری پھر لوٹ آتی ہے اور یہ طریقہ علاج ہے بھی کافی مہنگا عام آدمی کی دسترس سے باہر ہے۔خواتین میں موٹاپا بڑھنے کی بڑی وجہ ڈپریشن، ایام میں بے قاعدگی، دوران حمل میں خوراک میں غیر معمولی اضافہ ہے۔موٹاپا کم کرنے کے لئے کھانا پینا چھوڑ دینا کسی بھی طرح درست طریقہ کار نہیں ہے کیونکہ اس سے جسمانی کمزوری لاحق ہوسکتی ہے اس کی بجائے ماہر اغذیہ کی سفارشات کے مطابق متوازن خوراک استعمال کرنی چاہئے۔انسانی جسم ایک مشین کی طرح ہے جو اپنے افعال کے لئے غذا سے توانائی حاصل کرتا ہے۔اس توانائی کو حراروں سے ناپا جاتا ہے۔ہمارا جسم ہر وقت حرارے جلاتا رہتا ہے۔جتنے حرارے ہم غذا سے حاصل کرتے ہیں اگر ہمارا جسم ان سب کو نہ جلا دے یا خرچ نہ کر دے تو بچے ہوئے حرارے چکنائی میں تبدیل ہونے لگتے ہیں اور ہمارا وزن بڑھنے لگتا ہے اگر وزن کم کرنا ہو تو پھر جتنے حرارے ہم غذا سے حاصل کر رہے ہیں اس سے زیادہ جلیں۔اس کام کے لئے اپنے کھانے پینے کے طریقے میں تبدیلی کرنا ہوگی اور جسم کو زیادہ فعال بھی بنانا ہوگا۔چاول، چینی، بسکٹ، مکھن، پنیر، پیسٹری، گائے، بھیڑ، بکری کا گوشت اور چکنائی کا استعمال انسان کو فربہ اور موٹا بنا دیتا ہے ان سے پرہیز کرنا چاہئے، چینی کے زیادہ استعمال سے اور بھی کئی بیماریاں انسان کو گھیر لیتی ہیں۔کوشش کیجئے کہ روٹی، مرغی، مچھلی، پھل، سبزی، چاول، آلو، سلاد وغیرہ خوب کھائیں۔پانی زیادہ پئیں، اور ایسے پھلوں کے رس نہ استعمال کریں جن میں شکر شامل کی گئی ہو۔دودھ چکنائی نکلا ہوا ہی استعمال کرنا چاہیئے۔حال ہی میں امریکی ماہرین نے چکنائی کے خلیوں میں پایا جانے والا ایک مخصوص، جین، دریافت کیا ہے جو موٹاپے کے عمل کو کنٹرول کرنے کے لئے ایک بریک کی مانند کام کرتا ہے جرنل آف کلینکل انویسٹی گیشن میں شائع ہونے والی رپورٹ کے مطابق اس مفید، جین، کو ''فاکسا،، کا نام دیا گیا ہے، یہ جین موٹاپے کے عمل کو کنٹرول کرنے کے ساتھ ساتھ جسم میں بلڈ شوگر کنٹرول کے لئے جسم کی قدرتی انسولین کی کارکردگی میں بھی نمایاں اضافہ کرتا ہے۔

علاج: مندرجہ ذیل نسخہ موٹاپا دور کرنے کے لئے بہت عمدہ ہے بشرطیکہ ساتھ پرہیز بھی ہو: ہوالشافی۔سونف اجوائن، سدابہ ، پاپڑی نمک، لک مغسول، زیرہ سیاہ، مرزنجوش، کلونجی ہموزن لے کر بطریق معروف سفوف بنا کر بڑے سائز کے کیپسول بھر لیں۔خوراک دو کیپسول، کھانے سے پیشتر تازہ پانی سے استعمال کریں۔نسخہ دیگر:۔ایک لیموں کا عرق اور چار قطرے کلونجی کا تیل ایک گلاس پانی میں ملا کر روزانہ تین مرتبہ استعمال کریں اور کھانا بھوک سے کم کھانے کی عادت بنائیں نیز ورزش کے لئے کم از کم روزانہ آدھا گھنٹہ مخصوص کریں اور اپنے معالج کے مشورہ پر عمل کرتے رہیں faizankhanthanvi@hotmail.com

Iqra Ghulfran

اخبارِ ادارہ مولانا محمد امجد

ادارہ کے شب و روز

❑...... جمعہ یکم/۸/۱۵/۲۲/۲۹ شعبان کو مساجدِ ثلاثہ میں قبل از جمعہ وعظ اور بعد از جمعہ دینی مسائل کی نشستیں حسبِ معمول منعقد ہوتی رہیں۔

❑...... جمعہ ۱۵/شعبان کو گنگوہ ہندوستان سے جناب محبوب حسن صاحب تشریف لائے، آپ حضرت مدیر صاحب کے قریبی عزیز ہیں، اسی شام حضرت مدیر صاحب نے چکلالہ سکیم تھری میں اپنی ایک قریبی عزیزہ کا مسنون نکاح پڑھایا۔

❑...... ہفتہ ۱۶/شعبان مفتی عبدالقدوس ترمذی صاحب مدظلۂ مہتمم جامعہ حقانیہ ساہیوال ادارہ میں تشریف لائے، حضرت مدیر دامت برکاتہم کے ساتھ مختلف دینی و علمی امور پر بات چیت ہوئی، شام کو آپ کی واپسی ہوئی، آپ اسلام آباد میں ایک سہ روزہ بین الاقوامی سیمینار میں شرکت کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے اسی شام حضرت مدیر نے قاسم مارکیٹ (نزد ریس کورس) میں اپنی ایک قریبی عزیزہ کا مسنون نکاح پڑھایا۔

❑...... ہفتہ ۲۳/شعبان کو رات بعد عشاء مفتی محمد یونس صاحب دامت برکاتہم معین مفتی ادارہ غفران کے والد محترم جناب محمد یوسف صاحب کا انتقال پُر ملال ہوا، آپ پیٹ کی بیماری میں مبتلا تھے چند دن پہلے راولپنڈی تشریف لائے تھے، یہاں آپ کا علاج جاری تھا، کہ موت کا لاعلاج امر آپ پر واقع ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ موصوف کی مغفرت فرمائیں اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔ انشاء اللہ نیک اولاد کی شکل میں مستقل صدقہ جاریہ آپ کے اعمالِ صالحہ کے سلسلہ کو منقطع نہ ہونے دے گا، موصوف نیک صالح اور باخدا انسان تھے۔ ؎ خوب آئی اے موت! تیری عمر بڑی ہو

❑...... اتوار ۳/۱۰/۱۷/۲۴ شعبان کو حسبِ معمول بعد عصر کی اصلاحی مجالس منعقد ہوتی رہیں۔

❑...... اتوار ۱۷/شعبان کو ماہانہ درس قرآن برائے خواتین کی نشست منعقد ہوئی مولانا طارق محمود صاحب نے درس دیا۔

❑...... اتوار ۲۴/شعبان کو ادارہ کی طرف سے مفتی محمد عبد اللہ صاحب نے ڈاکٹر سلیم صاحب

Idara Ghufran

(پروفیسر سنٹرل ہسپتال) کے گھر خواتین کے اجتماع سے اصلاحی خطاب فرمایا۔

□......سوموار ۱۱ر شعبان کو مولانا محمد امجد صاحب کے بچے کے عقیقہ کی دعوت میں حضرت شیخ الحدیث قاری سعید الرحمان صاحب اور یادگارِ اسلاف حضرت مولانا عبداللطیف صاحب دامت برکاتہم تشریف لائے، حضرت کے ہمراہ خلف قاری عتیق الرحمان صاحب (نائب مہتمم جامعہ اسلامیہ) مولانا عبدالرحمان راشد صاحب (ناظم جامعہ اسلامیہ) بھی تشریف لائے اور مولانا عبدالرؤف صدیقی صاحب (واہ کینٹ) سمیت چند دیگر اہلِ علم بھی اس موقعہ پر مدعو تھے، اسی دن مفتی منظور صاحب خطیب کوثر مسجد امر پورہ و معین افتاء ادارہ غفران، راولپنڈی سے مستقل طور پر جامعہ امدادیہ فیصل آباد تشریف لے گئے۔

□......منگل ۵/۱۲/۱۹/۲۶ر شعبان کو بعد ظہر ہفتہ وار اصلاحی نشستیں برائے اراکین ادارہ حسبِ معمول منعقد ہوتی رہیں۔

□......منگل ۱۹ر شعبان کو جناب فیضان صاحب عمرہ کے سفر پر تشریف لے گئے۔

□......منگل ۲۶ر شعبان کو مفتی محمد یونس صاحب کو اچانک پیٹ میں درد ہوا جس کی تشخیص اپنڈکس کی بیماری سے کی گئی، شام کے وقت آپ کو اپنے آبائی گاؤں سے ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی لایا گیا جہاں رات گئے آپ کا آپریشن ہوا۔

□...... بدھ ۶/۱۳/۲۰/۲۷ر شعبان کو بعد ظہر حسبِ معمول طلبہ کے لئے ہفتہ وار اصلاحی بیانات ہوتے رہے

□...... بدھ ۱۳/۲۷ر شعبان کو پندرہ روزہ فقہی نشستیں منعقد ہوئیں۔

□......جمعرات ۷/۱۴/۲۱/۲۸ر شعبان کو بعد ظہر ہفتہ وار بزمِ ادب کی نشستیں حسبِ معمول منعقد ہوتی رہیں، ۲۸ر شعبان کو بزمِ ادب کی تعلیمی سال کی آخری نشست تھی، اب انشاء اللہ رمضان کے بعد نئے تعلیمی سال کے ساتھ دوبارہ بزمِ ادب کا آغاز ہوگا۔

□......۲۹ر شعبان گزر کر شام کو رمضان المبارک کا چاند نظر آ گیا۔ اور رمضان المبارک کا آغاز ہوگیا، رمضان المبارک کی رونقیں رات ہی سے شروع ہوگئیں، مسجد امیر معاویہ کوہاٹی بازار میں تراویح میں قرآن مجید سنانے کی ذمہ داری حضرت مدیر نے، ادارہ غفران کے مرکزی ہال میں مفتی محمد امجد صاحب نے، ادارہ کی دوسری منزل کے ایک حصہ میں مولانا طارق محمود صاحب اور دوسرے حصہ میں قاری فضل الحکیم صاحب نے سنبھالی، مسجد نسیم گل نور مارکیٹ میں حافظ محمد ناصر صاحب نے سنبھالی۔

اخبارِ عالم ابوجویریہ

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

✍ **23 ستمبر (۷ شعبان)**: عراق: 5 امریکیوں سمیت 11 ہلاک، ہیلی کاپٹر تباہ، بمباری سے 15 شہری شہید ★ سندھ اسمبلی: وردی کی حمایت میں قرارداد منظور، اپوزیشن کا شدید احتجاج ★ گوانتاناموبے سے طالبان کے اہم کمانڈر سمیت 11 افغان رہا ✍ **24 ستمبر**: بڑے ڈیم سے متعلق دسمبر سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا ★ بھارت اور اسرائیل کے علاوہ ڈبلیو ٹی او کے ممبران نے پاکستان کو پسندیدہ ملک قرار دیا ✍ **25 ستمبر**: ✍ داخلی صورت حال سازگار نہیں، فوج عراق نہیں بھیجیں گے، صدر پرویز ★ جدہ: سعودی پولیس نے پاکستانی قونصل خانہ میں منعقدہ محفل موسیقی الٹ دی، درجنوں گرفتار، پولیس نے جنون گروپ کے گویوں کو گریبان سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے باہر نکال پھینکا، پاکستانی سفارتی حکام کی جگ ہنسائی ✍ **26 ستمبر**: جنوبی وزیرستان پر اقتصادی پابندیاں ختم، ترقیاتی پروگرام، 1 ارب روپے اضافے کا اعلان ★ عراق: 6 امریکیوں سمیت 13 ہلاک، مغوی انجینئر قتل، 7 برطانوی فوجی گرفتار ✍ **27 ستمبر**: نواب شاہ: سیکورٹی فورسز کا مشترکہ آپریشن، امجد فاروقی جاں بحق، 6 افراد گرفتار ★ شام میں حماس کے رہنما بم دھماکے میں شہید ★ توقع ہے کہ پاکستان میں صدارت اور وردی کے عہدے الگ الگ ہو جائیں گے، دولت مشترکہ ✍ **28 ستمبر**: امریکہ اور برطانیہ عراق سے اپنی افواج واپس بلالیں، صدر پرویز مشرف ★ دینی مدارس کی آزادی اور خودمختاری کو برقرار رکھیں گے، وزیراعظم ★ حج بیت اللہ کے لئے عازمین کی قرعہ اندازی، 92782 خوش نصیب ریگولر سکیم کے تحت حج کی سعادت حاصل کریں گے، حج کے لئے ایک لاکھ 32 ہزار چھ سوستاون درخواستیں موصول ہوئیں، حج کوٹہ سسٹم ختم کر دیا گیا، وفاقی وزیر مذہبی امور کی گفتگو ✍ **29 ستمبر**: پارلیمنٹ نے حق دے رکھا ہے 2007ء تک وردی نہیں اتاروں گا، صدر پرویز مشرف ✍ **30 ستمبر**: گندم کی امدادی قیمت بڑھا دی گئی، وفاقی کابینہ نے منظوری دے دی ✍ **یکم اکتوبر**: عراق: 4 فدائی حملے 12 امریکیوں سمیت 55 ہلاک، بمباری سے 26 عراقی شہید ★ مسلم ممالک کے حوالے سے یورپی یونین اپنے رویہ میں تبدیلی لائے، صدر پرویز مشرف ✍ **2 اکتوبر**: سامراء اور الصدر سٹی پر وحشیانہ بمباری 109 شہید 190 زخمی، امریکی ہیلی کاپٹر تباہ، 1 فوجی ہلاک ★ سیالکوٹ: امام بارگاہ میں بم دھماکہ

Idara Ghufran

30 جاں بحق، 50 سے زائد شدید زخمی ✍ **3/ اکتوبر:** جنرل احسن سلیم وائس چیف آف آرمی سٹاف مقرر، جنرل احسان الحق کو جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی کا چیئرمین بنا دیا گیا ✍ **4/ اکتوبر:** 7 میجر جنرلوں کی لیفٹننٹ جنرل کے عہدے پر ترقی، اشفاق کیانی ڈی جی آئی ایس آئی، صلاح الدین کور کمانڈر راولپنڈی مقرر ✍ **5/ اکتوبر:** وانا: فوج اور جنگجوؤں میں جھڑپ 18 جاں بحق، فوجی گاڑی تباہ، 2 اہل کار مارے گئے، 7 زخمی ★ اسلام آباد تبلیغی اجتماع ختم، سینکڑوں جماعتیں دنیا بھر میں روانہ، اختتامی دعا میں لاکھوں افراد کی شرکت ✍ **6/ اکتوبر:** جنڈولہ: فوجی قافلے پر حملہ، 3 جاں بحق، میجر سمیت 5 زخمی ✍ **7/ اکتوبر:** 10 لاکھ ٹن گندم مارکیٹ میں لانے کا فیصلہ، اشیائے ضروریہ کی قیمتوں کی نگرانی کے لئے کمیٹی قائم ★ سلامتی کونسل کا اجلاس: امریکہ نے غزہ میں اسرائیلی آپریشن کے خلاف قرارداد ویٹو کر دی ✍ **8/ اکتوبر:** ملک بھر میں سیاسی و مذہبی اجتماعات پر پابندی ★ ملتان میں بم دھماکے، 40 شہید 92 زخمی، مولانا اعظم طارق شہید کانفرس کے اختتام پر کارکن واپسی کے لئے نکل رہے تھے کہ یکے بعد دیگرے 2 دھماکے ہوگئے، جس سے تباہی پھیل گئی ✍ **9/ اکتوبر:** افغانستان صدارتی انتخابات آج ہونگے، پاکستان میں 3260 پولنگ سٹیشن قائم ★ مصر: اسرائیلی سیاحوں پر حملے، 36 ہلاک 160 زخمی ✍ **10/ اکتوبر:** کراچی: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم مفتی جمیل خان اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے امیر مولانا نذیر تونسوی نماز مغرب کے لئے جاتے ہوئے گرومندر کے قریب نامعلوم موٹر سائیکل سوار دہشت گردوں کے ہاتھوں فائرنگ سے شہید، مفتی جمیل خان طالبان کے پرجوش حامی تھے، پسماندگان میں 1 بیوہ، 4 بیٹیاں، اور تین بیٹے چھوڑے، مفتی جمیل خان بھائیوں میں تیسرے نمبر پر تھے ★ جنوبی وزیرستان: 2 چینی انجینئروں سمیت 7 افراد اغواء، صدر مشرف نے فوری بازیابی کے لئے سخت احکامات جاری کر دیے ✍ **11/ اکتوبر:** لاہور: امام بارگاہ میں خودکش حملہ، 4 جاں بحق، 8 زخمی، حملہ آور نے اندرون موچی گیٹ کی امام بارگاہ میں داخل ہونے کی کشش کی، روکنے پر محافظ کو گولی مار کر قتل کر دیا، دوسرے اہل کار نے حملہ آور کو دبوچ لیا جس کے بعد خوفناک دھماکہ ہوا ★ مفتی جمیل خان کراچی، مولانا نذیر تونسہ میں سپردِ خاک، نمازِ جنازہ میں ہزاروں افراد کی شرکت، مفتی جمیل خان کو مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ اور مفتی نظام الدین شہید رحمہ اللہ کے پہلو میں سپردِ خاک کیا گیا، مولانا نذیر کی میت بذریعہ ہیلی کاپٹر تونسہ لے جائی گئی، والدہ کی قبر کے ساتھ تدفین ★ حکومتی مظالم سے مجبور ہو کر انتہائی قدم اٹھایا، قبائلی کمانڈر نے چینی انجینئروں کے اغواء کی ذمہ داری قبول کر لی............

﴿بقیہ صفحہ ۳۷ پر ملاحظہ فرمائیں﴾